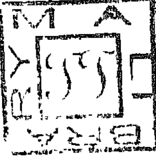
۱

سلسلۂ تالیفات ہاشمی ع (۱۶)



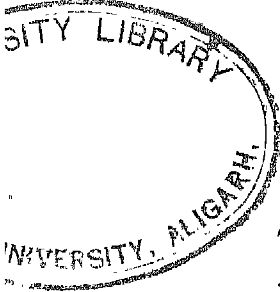
تاریخ عطیات آصفی

جسمیں

سررشتۂ عطیات آصفی کی مکمل تاریخ کے علاوہ عطایا کے اقسام
اور اس کے متعلقہ کاغذات کی تعریف اور اسناد کے الفاظ پر مفصل بحث کیگئی ہے

مؤلف

نصیر الدین ہاشمی



۱۳۶۱ھ مطابق ۱۳۵۱ف موافق ۱۹۴۲ء

مطبوعہ

دکن لا رپورٹ معظم جاہی مارکٹ ترپ بازار حیدرآباد دکن

قیمت خاص (۸) قیمت عام دو روپیہ (۲)

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
فہرست نما	۴	جاگیر احشام قلعہ	۲۶	معمول	۳۵	سہ بندی وصادر	۴۳
عرض حال	۷	انعام	۲۶	رسوم	۳۸	ابواب ناجائز	۴۳
تاریخ عطیات آصفی	۹	اقسام انعام	۲۷	اقسام رسوم	۳۸	کاغذات عطایا اور ان کی تعریف	۴۴
تمہید	۹	تفویض	۳۰	منصب	۳۹	سوال	۴۴
عطیات کی تعریف	۱۰	وطن	۳۱	اقسام منصب	۳۹	التماس	۴۵
عطیات کا لفظ کب سے استعمال ہونے لگا۔	۱۰	دیشمکھی	۳۲	وصولات از جاگیرداران وغیرہ	۴۰	امیدوار فضل کرم	۴۵
عطاء کی تاریخ	۱۱	سر دیشمکھی	۳۲	مکاسہ	۴۰	واجب العرض	۴۵
سلطنت آصفیہ کے عطایا	۱۲	قانون گو	۳۲	چوتھ	۴۱	عرضی	۴۶
مختصر تاریخ آصفی	۱۲	مقطعہ	۳۳	نذرانہ	۴۱	تجویز بند	۴۶
سلطنت آصفی کے عطایا اور ان کے اقسام	۲۰	دیگر اقسام معاش	۳۴	تحریر	۴۱	مسودہ	۴۷
عطایا کے اقسام اور ان کی تعریفیں	۲۲	سیری	۳۴	پیشکش	۴۲	اصل سند	۴۷
جاگیر کی قسمیں	۲۳	سر درختی	۳۴	سر تجوال	۴۲	نقل سند	۴۸
جاگیر التمغا	۲۴	عطایا نقدی	۳۵	مہرانہ	۴۲	پروانہ	۴۸
جاگیر ذات	۲۴	یومیہ	۳۵	سردیہی	۴۲	پروانچہ	۴۹
تنخواہ جاگیر	۲۵	ماہوار	۳۵	دستبند	۴۲	پروانگی	۴۹
جاگیر نگہداشت جمعیت	۲۵	سالیانہ	۳۵	کاہدانہ	۴۳	عنایت نامہ	۵۰

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نوازش نامہ	۵۰	برآورد	۵۹	خارج از جمع	۷۰	کمشنری انعام کی مزید وسعت	۹۶
خط	۵۰	فیصلہ ایلس چیتا نبرراؤ	۵۹	داخل از جمع	۷۰	دستور العمل انعام اور دیگر قواعد	۱۰۱
تاکید	۵۰	طریقہ کارروائی زمانہ سابق	۵۹	محال پائے باقی	۷۰	عہد عثمانی میں سررشتہ عطیات	۱۰۴
حکمشد	۵۱	اقسام سند اور الفاظ سند	۶۱	محال پائے ناجی	۷۰	نظامت عطیات کا قیام	۱۰۴
احکام	۵۱	سند بمہر خاص	۶۲	ایام شمسی و قمری	۷۰	زائد ناظم عطیات	۱۰۹
چیٹھی	۵۱	سند بمہر نیابت دیوانی	۶۲	مال دیان	۷۰	عطیات کا تعلق	۱۱۰
دستک	۵۱	سند بیاضی	۶۲	پائو بالا	۷۰	معزز اجلاس مرافعہ	۱۱۳
سیاہہ	۵۱	سند دو مہری	۶۲	شالی زار	۷۱	عطیات باب حکومت	
اوارجہ	۵۲	سند بصراحت نام دیوان	۶۳	جمع کامل	۷۱	فہرست عہدہ داران	۱۱۴
کیفیت جاگیرداران وغیرہ	۵۴	دیگر اسناد	۶۳	حال حاصل	۷۱	عطیات	
" جمع کامل	۵۵	نسلاً بعد نسلٍ، بطناً بعد بطنٍ وغیرہ	۶۶	عطایا کی ابتدا اور اختتام	۷۱	عطیات کے دیگر سررشتے	۱۱۸
جمع و خرچ	۵۵	با فرزندان	۶۶	سررشتہ تحقیقات معاش	۷۴	عطیات نقدی	۱۱۹
داخل خارج	۵۵	اولاد و احفاد	۶۶	ابتدائی عہد	۷۴	عطیات صرفخاص	۱۱۹
سیل بند	۵۶	متعلقان	۶۷	دفتر دیوانی و مال	۷۵	جاگیرداروں کی	۱۲۰
وصول باقی	۵۶	بلا قید اسامی	۶۷	جان سدرلین	۷۶	تحقیقات۔	
دیہہ جھاڑہ	۵۶	تن	۶۷	ایلس چیتا نبرراؤ	۷۷	صدارت عالیہ	۱۲۰
ڈول	۵۶	عہدہ	۶۸	کپتان ٹیلر وغیرہ	۷۹	خاتمہ	۱۲۱
قول قبولیت وغیرہ	۵۷	ظاہرہ	۶۹	دفتر ملکی	۷۹		
فارغخطی	۵۸	گزاشت	۶۹	نواب مختار الملک کی تنظیم جدید	۸۱		
پٹرک	۵۸	ابواب سوراج	۶۹	دفتر مہتممی دریافت انعام	۸۲		
چکبندی	۵۸	ابواب چوتھ	۶۹	کمیشن جاگیرداران	۸۴		
منتخبہ	۵۸	ابواب سہ بندی	۷۰	مجلس انعام	۸۴		
فرمان	۵۹	ابواب کلالی	۷۰	دستور العمل انعام ضمیمہ	۸۵		

ہوتی۔ البتہ میں یہہ کہونگا کہ جو کچھہ اس میں لکھا گیا ہے وہ معتبر داخلوں اور حوالوں سے لکھا گیا ہے۔ مجھے توقع ہے کہ یہہ کتاب مفید ثابت ہوگی۔ کیونکہ اس میں اکثر ایسی باتیں پیش کی گئی ہیں جن کو آج سے پہلے کسی نے پیش نہیں کیا تھا۔ ان سے نہ صرف معاشداران مستفید ہوسکتے ہیں بلکہ اہل ذوق اور تاریخ کے محققوں کیلئے بھی ایک مصالحہ مل سکتا ہے۔

جیسا کہ میں نے تذکرہ کر دیا ہے کہ اس کتاب کے عالم وجود میں آنے کا باعث جناب مولوی محمد عبدالباسط خان صاحب رکن کمیٹی باب حکومت ہیں۔ اس لئے صاحب موصوف کا شکریہ ادا کرنا میرا اخلاقی فریضہ ہے موصوف نے میرے حسب استدعا پیش لفظ لکھنے کی بھی زحمت گوارا فرمائی ہے مولوی صاحب موصوف کو فی زمانہ "عطیات آصفی" میں جو خاص بلکہ حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے سررشتہ عطیات میں آپ سے زیادہ معلومات شاید ہی کسی کو ہوں۔ آپ کو عطیات آصفی کا خصوصی ماہر کہا جائے تو حق بجانب ہے۔ اس حیثیت سے آپ کا "پیش لفظ" لکھنا میری کتاب کے لئے باعث زینت ہے جس کے لئے میں شکریہ ادا کرتا ہوں فقط

نصیر الدین ہاشمی

خریت آباد حیدرآباد

۱۴ محرم ۱۳۶۱ھ ہجری

م ۳۰ اسفندار ۱۳۵۱ف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ عطیات آصفی

تمہید ازمنۂ سابقہ کی طرح موجودہ زمانہ میں بھی تاریخ اور فن تاریخ کو خاص درجہ حاصل ہے، قوموں کے عروج و زوال اور تمدن کے بننے اور بگڑنے کے اسباب و علل کی تحقیقات اور تعین ہر مورخ کا فرض اولین ہے تاکہ متعلمین تاریخ اس سے سبق سیکھیں اور لوگ اب ایسی راہ نہ چلیں جس میں وہ ٹھوکر کھا جائیں۔ اس لئے متمدن ممالک میں عمومی تاریخوں کے علاوہ مختلف شعبوں کی خصوصی تاریخیں بھی لکھی گئیں اور لکھی جاتی ہیں تاکہ گزشتہ واقعات و تجربات اور حالات کی پوری تفصیل پیش نظر رہے۔

مبارک دور عثمانی میں قلمرو آصفی میں بھی اس قسم کی کوشش ہو رہی ہیں۔ علاوہ کئی شعبوں کی تاریخوں کے ہر سررشتہ کی تاریخ مرتب ہو رہی ہے تاکہ دور عثمانی کی گوناگوں برکات اور عالمگیر فیوض سے آئندہ نسلیں بھی روشناس ہوں اور تشکر کے ساتھ ان کو یاد کریں۔

ذیل میں ہم سررشتۂ عطیات کی تاریخ پیش کرتے ہیں، امید ہے کہ قارئین کرام کے لئے یہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔

عطیات کی تعریف

سب سے پہلے لفظ "عطیات" کی تعریف پیش کیجاتی ہے "عطیات" عربی لفظ ہے جو عطا سے مشتق ہے، اور یہ فارسی اور اُردو میں بھی مستعمل ہے، اس کے لغوی عام معنی "بخشش" اور "دینے" کے ہیں، مگر سلطنت آصفیہ میں "عطیات" خاص معنی میں مستعمل ہے، چنانچہ قانون مالگزاری میں "عطیات" کی تعریف حسب ذیل کی گئی ہے:-

"عطیات" اصطلاح دکن میں اس معاش یا اس صیغہ کا نام ہے جس سے تحقیقات معاشہائے اراضی ونقدی کی دریافت کا تعلق ہے، یا جس صیغہ میں ان معاشوں کی کارروائی کی جاتی ہے"[1]

عطیات کا لفظ کب سے استعمال ہونے لگا

اس کے بعد اس امر پر بھی روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے کہ "عطیات" کا یہ لفظ کب سے سرکار عالی میں مستعمل ہونے لگا ہے۔ ۱۲۸۵ فصلی میں جو دستور العمل سرکار نے نافذ کیا ہے اس کو اگرچہ دستور العمل دریافت انعامات ہی سے موسوم کیا گیا ہے مگر اس دستور العمل میں "عطیات" کا لفظ کئی جگہ استعمال ہوا ہے مثلاً

منظور سرکار است کہ چند عہدہ داران برائے دریافت انعامات وعطیات خواہ بطور اراضی باشند یا نقدی علیحدہ مقرر کردہ برائے رہنمائی آنہا دستور العمل ذیل اجراء ساز ند۔

دفعہ ۲۔ برائے دریافت عطیات مذکور یک مہتمم انعام ویک مددگار دہ مددگاران اضلاع قرار یابند۔

دفعہ ۹۔ تمامی عطیات زمین یا نقدی کہ از روئے اسناد شاہانہ وطنی وراجہ ستارہ

[1] مجموعہ قوانین مالگزاری صفحہ (۳۶۲) طبع قدیم

وناگپور وسندھیہ وعالیجاہ وبندگان عالی بموجب اسناد دیوانی مقرر باشند قابل اجراء است"[1]

اس طرح اگرچہ عطیات کی اصطلاح کا رواج ۱۲۸۵ فصلی سے ہوا مگر ۱۳۱۲ ف تک[2] بھی جو قواعد وغیرہ نافذ ہوئے ہیں ان میں انعام کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جو جو معناً عطیات کا مترادف ہے۔

مالگزاری کی قدیم مثلوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ۱۲۹۹ فصلی میں جدید طور پر دفتر کی باب وار تقسیم ہوئی تو اس وقت انعام کے متعلق مثلیں علیحدہ مرتب کی گئیں اور اس شعبے کو صیغہ "عطیات" کے نام سے موسوم کیا گیا[3] اس طرح "عطیات" کی اصطلاح ۱۲۹۹ فصلی سے وجود میں آئی اور یہ لفظ اس وقت سے بطور خاص صیغہ تحقیقات معاش پر منطبق ہونے لگا۔ عطیات کی اصطلاح اختراع کرنے کی ایک وجہ حسب بیان مولف عطیات سلطانی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ سرکار عالی کی ایک خاص نوعیت کی معاش خود "انعام" کے نام سے موسوم ہے اس لئے اس میں امتیاز پیدا کرنے کی غرض سے عطیات کا لفظ ان وسیع معنی میں استعمال ہونے لگا۔

عطایا کی تاریخ سلطنت آصفیہ کے عطایا کی صراحت کرنے سے پہلے عطایا کی عمومی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالنے کی ضرورت ہے تاکہ سلطنت آصفیہ کے عطایا کے سمجھنے میں اس سے مدد ملے۔

اگر تاریخ اسلام پر نظر ڈالی جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی بیس پچیس سال تک تو معاشوں کے عطا کا کوئی طریقہ ہی نہ تھا، البتہ کبھی کبھی انعامات اور تحائف کے دیئے جانے کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت عمر (خلیفہ دوم) کے زمانہ میں جب اسلامی حکومت کا دائرہ نہایت وسیع ہوگیا تو یہ مسئلہ پیش ہوا کہ آیا جاگیری نظام کے تحت مفتوحہ ممالک یعنی ایران و شام

[1] دستور العمل ماسررشتہ مال صفحہ (۳۰۵)۔ [2] ایضاً صفحہ (۲۱۲)۔ [3] اسلہ جات محافظی مالگذاری

کو فوج میں تقسیم کر دیا جائے یا نہ کیا جائے۔

اس زمانے میں جو متمدن ممالک تھے مثلاً رومتہ الکبریٰ اور ایران وہاں یہی طریقہ رائج تھا۔ روما میں جو لوگ ملک میں نام آور اور ممتاز ہوتے تھے ان کو بڑی بڑی جاگیریں دی جاتی تھیں اور ان سے عہد لیا جاتا تھا کہ بوقت جنگ فوج کی ایک مقررہ تعداد کے ساتھ حاضر اور شریک رزم ہوں گے، تمام ملک اسی قسم کے جاگیرداروں پر منقسم تھا، نظم و نسق کے اس طریقے کو فیوڈل سسٹم (جاگیری نظام) کہتے ہیں۔ ایران میں بھی یہی طریقہ تھا، جاگیردار "مرزبان" کہلاتے تھے۔

اس جاگیری نظام کے تحت مفتوحہ ممالک کی تقسیم کے مسئلہ کو حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ میں پیش کیا کئی دن تک مجلس کے اجلاس ہوتے رہے، ایک بڑی گروہ کی رائے یہی تھی کہ مفتوحہ ممالک کو روما کے آئین پر فوج میں تقسیم کر دیا جائے آخر بڑی بحث کے بعد جس میں ہر شخص کو آزادی سے گفتگو کا موقع دیا گیا تھا یہ طے پایا کہ ملک کو فوج میں تقسیم نہ کیا جائے۔[1]

جہاں تک پتہ چلتا ہے اسلام میں جاگیر اور عطیات سلطانی کا طریقہ حضرت عثمانؓ (خلیفۂ سوم) کے زمانہ میں شروع ہوا، چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں اس امر کی صراحت کی ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی نے لوگوں کو جاگیریں دیں۔[2]

اس کے بعد بنی اُمیہ اور بنی عباس کے زمانہ میں جاگیر اور عطایا کا سلسلہ بیش از بیش ہوتا گیا جس سے ملک میں ہر طرف جاگیرداروں کی کثرت ہو گئی۔[3]

جب سلجوقیوں کا عہد شروع ہوا تو نظام الملک طوسی وزیراعظم ملک شاہ نے سلجوقی عملداری میں جاگیری نظام قائم کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آل سلجوق کے عہد سے پہلے جو خانہ جنگیاں ہوئی تھیں اس میں ملک ویران اور تباہ ہو گیا تھا کسی صوبہ سے پورا محاصل وصول نہیں ہوتا تھا انہیں وجوہ سے ایسی صورت اختیار کی گئی کہ

[1] الفاروق۔ [2] تاریخ الخلفاء و اولیات عثمانؓ [3] تاریخ اسلام، تاریخ الخلفاء

ملک آباد ہو جائے اور فوج کی ماہوار تنخواہ ادا ہوتی رہے یوں کہ فوج کے سردار اکثر و بیشتر قبچاچی اور تاتاری غلام ہوا کرتے تھے جن سے زیادہ کوئی حکومت کا وفادار نہیں تھا اس لئے یہ تدبیر کارگر ہوئی ہے۔[1]

سلجوقیوں کے بعد بھی یہ طریقہ اکثر اسلامی ممالک میں جاری رہا چنانچہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے ملک مصر میں یہی نظام قائم کیا تھا۔[2]

ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ اسلام کے پہلے اُس وقت کے متمدن ممالک میں جاگیری نظام ہی قائم تھا گو ابتدائی اسلامی حکومت نے اس کو قبول نہیں کیا مگر زمانہ مابعد میں یہ آئین ہمارے بانی اسلامی ملک میں بھی رائج ہو گیا اور مغلیہ حکومت میں تک یہی نظام قائم تھا۔

اگر ہم جاگیری نظام کے آغاز پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتدائی مغربی یورپ میں اُس وقت ہوئی جب کہ جرمن قبیلوں نے روما کے صوبجات کو فتح کیا۔ یہ جاگیری نظام دو اصول پر مبنی تھا ایک بنیفسون اور دوسرا کمنڈیشن۔

مقدم الذکر اصول یہ تھا کہ بادشاہ یا امراء اوائی درجہ کے لوگوں کو زمین عطا کرتے تھے اس عطا کی حیثیت انعام بلا شرط کی تھی اور اس کی بحالی معطی کی محض مرضی اور خوشی پر منحصر تھی۔ انعام دار اس کے باعث معطی کا ایک حلقہ بگوش مطیع و تابع ہو جاتا تھا۔

موخر الذکر اصول یہ تھا کہ ایک شخص اپنے آپ کو کسی زبردست شخص کے حوالہ کر دیتا تھا یعنی اس کی پناہ میں آجاتا تھا۔ جب کوئی شخص کسی رئیس یا امیر کی پناہ میں آجاتا تو رئیس حامی اس کے معاوضے میں دشمنوں سے اس کی حفاظت کا وعدہ کرتا تھا۔

اس نظام کے تحت مغربی یورپ میں کثرت سے چھوٹی چھوٹی جماعتیں قائم تھیں ہر جماعت کا مرکز حکومت ایک ان سے بڑا جاگیردار ہوتا جو کسی دوسرے رئیس کا فرماں بردار ہوتا نویں صدی عیسوی کے آخر تک جاگیری نظام تمام مغربی یورپ میں پھیل گیا تھا۔

[1] نظام الملک طوسی۔ [2] صلاح الدین۔

"جاگیری نظام" انگلستان میں دوسرے ملکوں کے بہ نسبت بہت بعد میں قائم ہوا۔ سیکشن عہد میں انگلستان میں تین قسم کی امارتیں تھیں امارت نسبی، امارت اہل خدمت، امارت اہل دولت۔

امارت نسبی ابتداء سے جرمن قبیلوں کے ساتھ مختص رہی۔ امارت اہل خدمت بادشاہ کے خدم و حشم سے متعلق تھی کیوں کہ یہ لوگ شرفا ہوتے تھے جو بارگاہ شاہی کی خدمت انجام دیتے اور جنگ میں کام آتے، بادشاہ عموماً ان کے حسن خدمت کے صلہ میں اُن کو جاگیریں عطا کرتا۔ امارت اہل دولت کی نوعیت یہ تھی کہ جو لوگ اپنے بل بوتے پر مالک اراضی ہوتے وہ بھی امیر ہو سکتے تھے۔

بتدریج وہ زمانہ آیا کہ نسبی امارت کے بجائے جاگیری امارت قائم ہو گئی۔[1]

ہم اب مغلیہ سلطنت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ مغلیہ عہد میں عطایا کی تفصیل طویل و متعدد صفحات کی متقاضی ہے اس کے متعلق فارسی اور انگریزی تاریخوں میں کثیر مواد موجود ہے مگر چونکہ موضوع کی خصوصیت ہمیں اس امر کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم تفصیل کے ساتھ اس کی وضاحت کریں اس لئے مغلیہ عہد کے جو اسناد ہماری نظر سے گذرے ہیں اُن کے لحاظ سے اس عہد کے عطایا پر ہم ایک نظر ڈالتے ہیں۔

مغلیہ عہد میں ابتدا سے عطا کی دو صورتیں تھیں ایک مشروط اور دوسری غیر مشروط۔ اور پھر ہر ایک کی کئی قسمیں تھیں۔

مشروط عطایا جو جاگیر، انعام، وطن، ماہوار، منصب وغیرہ پر مشتمل تھے یا تو فوج سے متعلق ہوتے تھے یا اور نوعیت کی خدمتیں بجا لانے کیلئے۔

فوج کیلئے جو جاگیریں امرا اور سپہ سالاران کو دی جاتی تھیں اس کا مقصد یہ تھا کہ بوقت جنگ ایک مقررہ فوج کے ساتھ وہ شریک رزم ہوں۔ یہی فوج کے سپہ سالار صوبہ دار اور عامل بھی ہوتے تھے اور قلعوں کے قلعہ دار بھی، اس طرح

[1] تاریخ دستور انگلستان مترجمہ مولوی سید علی رضا دار الترجمہ باب سوم

ان کی حکومت نہ صرف ان کی جاگیر تک محدود رہتی تھی بلکہ ان کے متعلقہ صوبوں اور قلعوں وغیرہ پر بھی وہ اپنی حکومت کا ڈنکا بجاتے تھے۔

اس کے علاوہ اور طرح کی خدمتیں ہوتی تھیں جن کا بجالانا ضروری تھا مثلاً دیہات اور قصبات کی مالی وحسابی حکومت، کوتوالی کے فرائض، قاضی، مفتی، محتسب، وقائع نگار وغیرہ ان کو بقدر اہمیت خدمت انعامات ہی عطا ہوتے تھے اور یہ مشروط خدمت انعام اکثر موروثی نہیں ہوتے تھے بلکہ غیر موروثی تھے ان کی تجدید عطا بادشاہ کی مرضی پر موقوف تھی مگر امتداد زمانہ کے ساتھ اکثر عطایا کی حیثیت موروثی ہو گئی تھی۔

غیر مشروط عطایا وہ تھے جو بطور امداد وغیرہ عطا کئے جاتے تھے مثلاً درگاہوں، دیولوں، مسجدوں، خانقاہوں، علمائ، پنڈت وغیرہ کو اس غرض سے کہ اخراجات متعلقہ کی ان سے تکمیل کیجائے یا متعلقہم فکر معاش سے مستغنی ہوجائیں۔

سلطنت آصفیہ کے عطایا

قبل اس کے کہ سلطنت آصفیہ کے عطایا کے متعلق کوئی تفصیل یا صراحت کیجائے
اوّلاً مختصر طور پہ خاندان آصفی کی تاریخ کا بیان کرنا ضروری ہے کیوں کہ معطیین عطیات
کا بیان عطا کے بیان سے پہلے لازمی ہے۔

مختصر تاریخ آصفی

تاریخ دکن میں ۱۱۳۶ھ ہجری ہمیشہ یادگار رہے گا جب کہ حضرت
آصف جاہ اوّل نے سلطنت آصفی کی بنیاد قائم کی۔

آصف جاہ اوّل جب دہلی سے دکن کی جانب روانہ ہوئے تو آپ کے ہمراہ
نہ صرف ایک بڑی فوج تھی بلکہ منتخب ذی وجاہت امراء جری اور دلاور جنرلوں کے
علاوہ علماء اور فضلاء بھی ہمرکاب تھے ان میں سے بعض کی اولاد آج تک موجود
ہے اور لفظ "آصف جاہی" کو اس معنی میں کہ ان کے اجداد آصفجاہ اوّل کے ہمرکاب
دکن آئے اپنے نام کے ساتھ استعمال کرنے کو طرہ امتیاز سمجھتی ہے۔

اگرچہ جنگ شکر کہرہ کی فتح کے بعد دکن میں آصفجاہ کا کوئی مدمقابل باقی نہیں رہا
لیکن اس کے باوجود جنوب اور مغرب کی سرحد کو مستحکم کرنے اور ملک کے اندرونی
فتنہ و فساد کو فرو کرنے کی غرض سے متعدد مرتبہ آصفجاہ کو صف آرائی اور لشکر کشی کی ضرورت
پیش آئی۔ اسی بنا پر ایک کارآزمودہ لشکر ہمیشہ آپ کے زیر حکم رہا۔

آصفجاہ اوّل نے نہ صرف اپنے دہلی کے ہمراہیوں کی ہمت افزائی فرمائی اور

نوازشات خسروانہ سے ان کو خوش رکھا بلکہ دکن کے قدیم امراء اور ذی اثر اصحاب
کی بھی بہت کچھ قدر افزائی فرمائی۔

نواب قمرالدین خان آصفجاہ اول نے پینتیس سال تک نہایت کامیابی اور
فتحمندی کے ساتھ دکن پر حکومت کی، آپ نے نہ صرف اپنے قلمرو کو وسیع سے وسیع تر
تر کر دیا بلکہ انتظام مملکت اس حسن و خوبی سے کیا کہ یہ ہمیشہ تاریخ دکن میں یادگار
رہیگا۔ آپ کے سوانح حیات کے پڑھنے والے پر یہ ثابت ہے کہ جہاں آپ
میدان جنگ میں ایک آزمودہ کار جنرل اور بہادر سپہ سالار تھے وہاں میدان سیاست
میں بیدار مغز اور صاحب فراست مدبر بھی تھے۔ اگر ایک طرف آپ بلند پایہ ادیب
اور سخن سنج و نکتہ دان شاعر تھے تو دوسری طرف صوفی منش تصوف پسند و حقیقت
شناس بھی تھے، اگر آپ کو زہد و تقویٰ کے لحاظ سے صاحب باطن کہا جاسکتا ہے
تو اس طرح آپکا ایک اولوالعزم حکمراں کی حیثیت سے ہندوستان کے اعلیٰ فرمانرواؤں
میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ غرض آپ جملہ صفات حسنہ سے موصوف اور مجمع کمالات
و مرجع خلائق تھے۔

حضرت آصفجاہ کے انتقال پر خانہ جنگی کا آغاز ہوا، ناصر جنگ اور مظفر جنگ
دونوں کو جرار فوج اور طرفداروں کی ضرورت تھی، بالآخر ناصر جنگ اور مظفر جنگ
اپنے ہی ہمراہی و دغاباز ہمت بہادر خان نامی ایک فوجی سردار کی نمک حرامی سے
مقتول ہوگئے، اس کے بعد اگرچہ صلابت جنگ حکمراں ہونے کی وجہ سے خانہ جنگی
بند ہوگئی مگر لغلی دشمن مرہٹوں کے ساتھ معرکہ آرائی ہوتی رہی جس میں سلطنت
کا بڑا حصہ علیحدہ ہوگیا، صلابت جنگ کی حکمرانی کا دوسرا اہم واقعہ فرانسیسیوں
کا دکن کے دائرہ ملازمت میں آنا ہے۔ ابتدا میں یہ مغربی اقوام مغلیہ عہد میں
تجارت کے لئے آئے تھے لیکن ان میں رفتہ رفتہ ملک گیری کا جذبہ پیدا ہوگیا تھا،

ان کو نہ صرف اپنی تجارت کو فروغ پہنچانے کی دھن رہتی تھی بلکہ سارے ہندوستان پر اپنا تسلط جمانے کی فکر لگی رہتی تھی ملک گیری کی اس جذبہ کے ساتھ ساتھ قدرت نے ان کیلئے مواقع بھی پیدا کر دئے تھے۔

صلابت جنگ کی کنارہ کشی پر نواب میر نظام علی خاں آصفجاہ ثانی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی، اور مغلیہ تاجدار نے جواب صرف نام ہی نام کا رہ گیا تھا پروانہ صوبہ داری دکن سے آپ کو سرفراز کیا جس کو وفور عقیدت سے آپ نے سر آنکھوں سے لگایا۔

آصفجاہ ثانی کا زمانہ حکومت بھی لڑائی جھگڑوں میں بسر ہوا مرہٹوں سے نبرد آزمائی حیدر علی اور ٹیپو سلطان سے معرکہ آرائی، فرانسیسوں کا زوال انگریزوں کا عروج آپ کے عہد کے مشہور واقعات ہیں۔

آصفجاہ ثانی کے انتقال کے بعد جو ۱۲۱۸ھ ہجری میں ہوا آصفی حکمرانوں کو پھر کسی معرکہ کی ضرورت پیش نہیں آئی یکے بعد دیگرے آصفجاہ ثالث رابع اور خامس نے اپنے زمانہ حکمرانی کو امن اور چین سے بسر کیا۔

آصفجاہ رابع کے عہد میں مہاراجہ چندو لعل کی پیشکاری اور مختار الملک کی دیوانی کا آغاز یہ دو اہم واقعات ہیں جن کا اثر ملک کی ثروت اور دولت پر بے انتہا پڑا۔ جاگیرداروں اور انعامداروں کی کثرت اور ملک پر ان کا اثر سلطنت کی مقروضی ملک کے زرخیز حصہ کا رہن ہونا یہ سب اسی عہد کے واقعات ہیں۔

آصفجاہ خامس کی ابتدائی حکمرانی کے زمانہ میں ہندوستان کا وہ ناگوار واقعہ پیش آیا جو تاریخ ہند میں ۱۸۵۷ء عیسوی کے ہنگامے کے نام سے مشہور ہے، اس وقت یار وفادار سلطنت برطانیہ نے جس طرح اپنی دوستی کا ثبوت دیا اور وفا کی لاج رکھی وہ ایک تاریخی حقیقت اور واقعہ ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۱۲۵۸ھ ہجری میں آصفجاہ خامس کی وفات کے بعد آپ کے صغیر سن اکلوتے فرزند میر محبوب علی خاں مسند نشین ہوئے اور آپ کی صغر سنی کی وجہ سے انتظام حکومت کے لئے ایک ریجنسی قائم کیگئی۔

سلطنت آصفی کے لائق اور باتدبیر دیوان (مختار الملک) نے سلطنت کی مالی حالت درست کرنے اور ملک کو ٹھیکہ داروں اور جاگیرداروں کی دست تعدی سے نکالکر منظم اور باقاعدہ حکومت قرار دینے میں جو سعی بلیغ کی اور نمک خواری کا جو حق ادا کیا ہے وہ حق تو یہ ہے کہ تاریخ دکن سے محو نہیں ہوسکتا اور نہ زمانہ اس کو مٹا سکتا ہے۔

۱۳۰۰ھ ہجری میں مختار الملک کے انتقال کے بعد آصفجاہ سادس خود مختار ہوئے اور ریجنسی برخاست ہوئی۔

نواب میر محبوب علی خاں غفران مکان کی حکمرانی میں ملک جس طرح شاہ راہ ترقی پر گامزن رہا وہ ایک تاریخی واقعہ ہے دیگر انتظامی امور کے ساتھ جاگیر اور انعام کی تحقیقات میں بھی اصلاح ہوئی اور قوانین و قواعد منضبط و نافذ کئے گئے۔

۱۳۲۹ھ ہجری میں آصفجاہ سادس کا پیمانۂ زندگی لبریز ہوگیا۔ اس کے بعد اعلیحضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر آصفجاہ سابع نے عنان حکومت دکن اپنے ہاتھ میں لی۔ اور جس طرح مستعدی، جفاکشی، بیدار مغزی اور قابلیت سے آپ نے سلطنت آصفی کے کاروبار حکومت کا انصرام فرمایا اور فرما رہے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے وہ کون محکمہ اور وہ کون سر رشتہ ہے جس نے آپ کے دور حکمرانی میں ترقی نہ کی ہو اور جہاں اصلاحات نہ ہوئی ہوں ان برکات و فیوض عہد عثمانی سے چار دانگ عالم سیراب ہو رہا ہے۔

سلطنت آصفی کا ہر شعبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ہر طرف ترقی کے آثار

نمایاں ہیں اور باقاعدگی نظر آرہی ہے، جیسے جیسے ملک کی آبادی ترقی پذیر اور ثروت سے خزانہ معمور ہے ویسے ویسے بحکم "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ" امراء، رؤساء، جاگیر دار، انعامدار بھی اپنے علاقہ کی ترقی اور آبادی میں مصروف ہیں، جاگیرداران اور انعامداران کی دریافت کے لئے عدالتی اصول پر عطیات کا سررشتہ قائم ہے۔

دعا ہے کہ ایسے عالی دماغ، روشن خیال عدیم المثال فرمانروا کو دیر گاہ سلامت رکھے[1]

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

سلطنت آصفی کے عطایا اور اُن کے اقسام

شخصی حکومت کا یہ ایک عام اصول سیاست اور طریقہ حکمرانی ہے کہ حکمران کی جانب سے سلطنت کے امراء ورؤسا کو جاگیرین اور معاشین عطا ہوتی ہیں تاکہ ان کی خیر خواہی اور خیر سگالی میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جائے جس سے سلطنت کی بنیاد مستحکم ہو۔

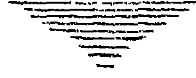
سلطنت مغلیہ میں اس قسم کی عطا یعنی جاگیر اور انعام دینے کا خاص دستور تھا، سلطنت آصفیہ چونکہ مغلیہ اصول سیاست ہی پر مبنی ہے اس لئے یہاں بھی یہی طریقہ مرعی رہا۔

حضرت آصفجاہ اوّل جب دہلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے تو کئی امراء نامور جو مغلیہ حکومت سے بھی منصب اور جاگیر کے لوازم رکھتے تھے آصفجاہ اوّل کے ہمراہ رکاب ہوئے۔ یہی نمک پرور نمک حلال تھے جنھوں نے میدان جنگ میں داد شجاعت دی اور اپنی جانیں تک نثار کیں۔ اس وفاداری اور جاں نثاری کے صلے میں آصفجاہ اول نے ملک دکن سے اپنے خیر خواہ لواحقین اور مستحقین کے نام عطایا کی اجرائی ضروری تصور کی۔

---

[1] گلزار آصفیہ، تزک آصفیہ، تزک محبوبیہ، تاریخ رشید الدین خانی وغیرہ

یہ عطایا مختلف اقسام کے تھے جن کی صراحت صفحات آئندہ میں کی گئی ہے۔



عطایا کے اقسام اور انکی تعریفین

سرکارِ عالی کے عطایا کی دو قسمیں ہیں۔ اراضی اور نقدی اور پھر ہر ایک کی کئی قسمیں ہیں۔

عطایا اراضی کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جس کا سالانہ محاصل سرکار نے مقرر کر دیا ہو اس مقررہ محاصل کو "جمع کامل" سے موسوم کرتے تھے۔ اس قسم کی عطا کو جس کا محاصل مقرر ہوتا تھا داخل جمع کہا جاتا تھا۔ کیونکہ اس کا محاصل مقررہ اور ادارجہ میں اس کی صراحت ہوئی تھی۔ اس قسم کی عطا میں جاگیر اور انعام شامل ہیں۔

دوسری قسم اس اراضی کی وہ تھی جو بلا کسی مقررہ محاصل کے عطا کی جاتی تھیں چونکہ اس زمین کا محاصل تعین شدہ نہیں ہوتا تھا اس لئے اس کو خارج از جمع کہتے تھے۔ اس زمین کا اندراج ادارجہ میں نہیں ہوتا تھا مقطعہ جات، وطن، سیر ہی انعام وغیرہ اس قسم میں شامل ہیں۔

مخفی نہ رہے اعظم العطیات میں خارج از جمع کی تعریف یہ کی گئی کہ "خارج جمع وہ عطا ہے جس کے محاصل کا کوئی حصہ سرکار میں داخل نہ ہو جیسے جاگیر یا انعام۔ داخل از جمع کی تعریف بالعکس خارج جمع سمجھنی چاہیئے جیسے مقطعہ جات"۔ مجھے اس سے اختلاف ہے جیسا کہ میں اپنے صراحت کی ہے سرکار سے جو جاگیریں اور انعام عطا ہوتے تھے اس کا مقررہ محاصل ادارجوں میں ہر سال بتایا جاتا تھا بلکہ خود جمع خرچ میں اکثر اس کی صراحت کرنے کے بعد منہا کی جاتی تھی اس لحاظ سے اس قسم کی عطا کو

دفتری اصطلاح میں داخل از جمع اراضی سے موسوم کیا جاتا تھا اور جو اس کے برعکس ہو یعنی جس کا اندراج ادارجوں میں بوجہ بلا تعین جمع کا ل عمل نہیں ہو تو اس کو خارج از جمع سے موسوم کرتے تھے۔

عطایا جس کا محاصل مقررہ ہوتا تھا چند قسمیں ہیں یعنی جاگیر۔ انعام۔ تفویض (امانی۔ تعہد۔ اجارہ وغیرہ) اور ہر ایک کی کئی کئی قسمیں ہیں لہذا تفصیل کے ساتھ ان پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

جاگیری قسمیں | سب سے اہم عطاء جاگیر کی ہے لہذا اس کے متعلق اولاً صراحت کی جاتی ہے۔

جاگیر کی جو تعریف محسن الملک مرحوم نے رسالہ حقیقت زمینداران میں کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جاگیر سے وہ موضع یا جز موضع یا مزرعہ مراد ہے جس کو ایک معطی مقتدر نے سند کے ذریعہ سے معطی لہ کو عطا کیا ہو خواہ وہ عطا مشروط بشرط خدمت بطور خیرات یا مدد معاش یا کسی کارگزاری کے صلہ میں۔[1]

شمس العلماء نواب عزیز جنگ مرحوم نے اپنی خاص رائے جاگیر کے متعلق ظاہر نہیں کی ہے بلکہ نواب محسن الملک کے خیال کو تحریر کرنے کے بعد درج فرمایا ہے کہ "مؤلف کی رائے میں جاگیر کی حقیقت بلا شک حین حیاتی ہے یا بندوکے الأجیب کہ معطی نے بالقصد سند میں اس بات کی صراحت کی ہو کہ فلاں مدت تک یا اتنے پشت تک جاری رہے تو اس وقت جاگیردار کی حقیقت احکام سند کے مطابق سمجھی جا سکتی ہے۔"

میری رائے جاگیر کے متعلق یہ ہے جاگیر وہ مقررہ محاصل کا موضع یا اراضی ہے جس کو معطی نے کسی وجہ سے کسی کو عطا کیا ہو۔ مگر یہ ضرور نہیں کہ محاصل کی شرح کا اندراج سند میں ہو خارج از جمع زمین جاگیر کی حیثیت سے عطا نہیں ہوتی تھی۔

[1] اعظم العطیات

جاگیر کی کئی قسمیں ہیں

(۱) جاگیر التمغا

(۲) جاگیر ذات

(۳) جاگیر ذات بعنوان پرورش

(۴) جاگیر مدد معاش

(۵) جاگیر تنخواہ

(۶) جاگیر نگہداشت جمعیت

(۷) جاگیر احشام قلعہ

جاگیر التمغا مجھے اس امر سے بحث نہیں کہ التمغا ترکی لفظ ہے یا کیا اور کس سے مرکب ہے بلکہ میں صرف اس امر کی صراحت کروں گا کہ جاگیر کی نوعیتوں میں یہ نوعیت سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور بہت ہی شاذ عطا ہوتی تھی۔

یہ عطا معطی لہٗ کے زندگی تک باقی نہیں رہتی بلکہ اس کی اولاد میں نسلاً بعد نسلاً چلی جاتی ہے خواہ سند کی عبارت میں الفاظ نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً مذکور ہوں یا نہ ہوں۔

مؤلف اعظم عطیات بھی اس سے متفق ہیں چنانچہ ان کی رائے میں "مولف نے اپنی ذاتی تجربہ سے جو معنی ان الفاظ کے سمجھے ہیں وہ یہ ہیں کہ عطایا ال تمغا کی بحالی دوام کے لئے گویا سرکار کا وعدہ ہوتا ہے۔ بخلاف دوسرے اقسام جاگیر کے جن کے اسناد میں الفاظ بحالی دوام نہ ہوں۔"

جاگیر ذات جاگیر کی دوسری قسم جاگیر ذات ہے۔ جاگیر ذات وہ ہے جو معطی لہٗ کو تاحیات جاری ہوتی تھی مگر اس قسم کے اکثر جاگیرات

میں دوامًا یا چند پشت بحالی کے الفاظ درج ہوں تو اس کی تعمیل ہوتی تھی جس کی صراحت آگے کی جائیگی ۔

اور اکثر اوقات جاگیر ذات معطی لہٗ کے مرنے پر اس کے بڑے فرزند کو بمراحم خسروانہ سرفراز کردی جاتی تھی مگر معطی لہٗ کے مرنے کے بعد یہ عموماً ضبط ہوجاتی تھی اور اس کے بعد دوسری سند کی رُو سے حسب استدعا بحالی ہوئی تھی اس سے بخوبی یہ واضح ہوجاتا ہے کہ جاگیرات ذات معطی لہٗ کی ذات سے متعلق ہوتی تھی ۔

جاگیر ذات بعنوان پرورش اور جاگیر مدد معاش بھی اسی قسم کی تھی جو پرورش یا امداد کیلئے عطا ہوتی تھی اور یا بندہ سند کے بعد ضبطی ہوجاتی تھی ۔

تنخواہ جاگیر	تنخواہ جاگیر ایک دوسری نوعیت ہے جو معطی لہٗ کو کسی خدمت کے تنخواہ کے معاوضہ میں سرفراز ہوتی تھی یعنی بجائے نقد

ماہوار ہر ماہ یا سالانہ عطا کرنے کے ماہوار مقررہ کے موافق محاصل جاگیر عطا کیجاتی تھی ۔

جاگیر نگہداشت جمعیت	یہ جاگیر وہ ہے جو بمعاوضہ تقرر فوج سرفراز ہوتی تھی اور اکثر اوقات سند میں اور کبھی علیحدہ چیلکہ میں تعداد فوج کی

صراحت بھی کردی جاتی تھی بلکہ بعض اوقات سوار ۔ پیدل کی ماہوار معہ گھوڑے بیل خچر کے ماہوار خوراکی کی شرح بھی درج ہوتی تھی اس عطا کا بقا فوجی انتظامات پر منحصر تھا اگر فوج میں کمی کی جاتی تو اسی قدر حصہ جاگیر کم ہوجاتا تھا یہ جاگیریں اکثر و بیشتر بمراحم خسروانہ معطی لہٗ کے مرنے پر اس کے بیٹے اور پھر پوتے وغیرہ کو سرفراز ہوتی گئی ہے ۔ ورنہ اس کا معطی لہٗ کے مرنے پر موقوف اور ضبط ہوجانا ضروری ہوتا تھا یا بندہ سند کے مرنے پر اُس کی ضبطی ہوجاتی تھی اور پھر دوسری سند سے اس کی عطا ہوتی تھی ۔

جاگیراحشام قلعہ جاگیراحشام قلعہ بھی جاگیرنگہداشت جمیعت کی نوعیت رکھتی تھی مگر یہ عام فوج کے ساتھ نہیں بلکہ خاص قلعہ کی حفاظت سے متعلق ہوتی تھی اس کو جاگیر قلعہ داری سے موسوم کر سکتے ہیں۔

اس جاگیر کے پابندہ یہ ضرور تھا کہ وہ نہ صرف قلعہ کی حفاظت کرے بلکہ اس کی تعمیر و ترمیم بھی کرتا رہے۔ اسکی بحالی بھی اس وقت تک تھی جب تک یہ خدمت اس سے متعلق ہو اس کے بعد اس کا موقوف ہوجانا ضروری ہوا کرتا تھا۔

جاگیرات زیادہ سے زیادہ لاکھوں کی اور کم از کم چند سو روپیہ سالانہ کی ہوا کرتی تھی سو سے کم کی جاگیر دیکھی نہیں گئی۔

انعام

کاغذات عطایا سے انعام کی نوعیت یہ پائی جاتی ہے کہ معطی کو مختلف طریقوں سے معطی لہم کی پرورش مقصود ہوتی تھی۔

اولاً انعام کی دو قسمیں کیجاسکتی ہیں۔

(الف) اراضی تعین جمع کامل کے ساتھ یعنی داخل از جمع۔

(ب) اراضی بلاتعین جمع کامل یعنی خارج از جمع۔

انعام کی تعریف محسن الملک مرحوم نے یہ کی ہے "انعام وہ زمین ہے جس کو زمیندار یا عامل بطور خوشنودی کے دی ہو" اور شمس العلماء نواب عزیز جنگ مرحوم نے انعام کی یہ تعریف کی ہے کہ "انعام کے لغوی معنی بخشش کے ہیں انعام اس قطعہ اراضی کا نام ہے جو کہ خارج جمع ہوتا ہے اور صرف بطور معافی معطی لہٗ کو عطا کیا جاتا ہے"۔

مگر یہ دونوں تعریف اصلاح کے محتاج ہیں۔

محسن الملک کی تعریف اس لئے صادق نہیں آتی کہ انعام کا عطا کرنے والا زمیندار یا عامل نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کا عطا کرنے والا بھی معطی مقتدر ہوتا تھا۔ اور صرف "زمین" نہیں ہوتی تھی بلکہ مواضعات بھی انعام میں ہوتے تھے۔

اور شمس العلماء نواب عزیز جنگ مرحوم کی رائے اس لئے صحیح نہیں ہے کہ وہ صرف خارج از جمع اراضی کو انعام سے موسوم کرتے ہیں حالانکہ اسناد سے پایا جاتا ہے کہ داخل از جمع اراضی بھی انعام میں عطا ہوتی تھی اور جاگیر کی طرح ادارجون میں ان کا اندراج ہوتا تھا۔

انعام کی پھر دو قسمیں ہیں مشروط اور بلا شرط۔ مشروط وہ انعام ہے جس کے ساتھ کوئی شرط ادائی خدمت وغیرہ مشروط ہو اور بلا شرط وہ ہے جس کیلئے کوئی خدمت وغیرہ کی شرط نہ ہو۔

بلا شرط کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) انعام التمغا۔ جو جملہ اقسام انعام میں نہایت اہم اور ممتاز حیثیت رکھتا تھا اور یہ پابندہ انعام کے مرنے پر اس کی اولاد میں قائم رہتا تھا۔

(۲) انعام مدد معاش۔ یہ انعام التمغا سے دوسرے درجہ پر ہے اس کی عطا بطور مدد اور پرورش مرحمت ہوتی تھی اس کی حیثیت جاگیر ذات وجاگیر مدد معاش کے مماثل ہے۔

(۳) انعام خیراتی۔ جو بطور خیرات بلا کسی خدمت کے مرحمت ہوتا تھا اس کی حیثیت انعام مدد معاش کے مماثل ہی تصور کرنی چاہیئے مگر بہ نسبت انعام مدد معاش کے یہ مقدار میں کم ہوتا تھا۔ اکثر وبیشتر یہ چند بیگہ اراضی خارج از جمع پر منحصر ہوتا تھا۔ زناردارن۔ فقیران سرخ پوش وغیرہ کی معاش اسی نوعیت میں شامل ہے۔

دوسری قسم انعام کی مشروط تھی اس کے کئی اقسام ہیں جس کی صراحت حسب ذیل ہے۔

(۱) انعام اخراجات مسجد — یہ انعام مسجدون کے اخراجات کے لئے مرحمت ہوتا تھا مسجد کے اخراجات میں حسب ذیل امور داخل تھے۔

تیل برائے روشنی مسجد۔ جاروب کشی۔ موذنی۔ خطابت۔ خلعت عیدین۔ افطاری رمضان اور تراویح کے اخراجات وغیرہ۔

(۲) انعام اخراجات درگاہ — یہ انعام بزرگان دین کے مزارون کے اخراجات کیلئے مرحمت ہوتا تہا اس میں امور ذیل شامل تھے۔

عود گل۔ فاتحہ سالانہ (عرس) مجاورون کی امداد۔ صفائی و درستی درگاہ وغ

(۳) انعام اخراجات نیازین — یہ انعام فاتحہ آنحضرت صلعم اور شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ امام حسین علیہ السلام کے لئے مرحمت ہوتا تھا اس میں اخراجات عاشورخانہ بھی شامل ہوتے تھے یعنی اخراجات مجالس عزا۔ استادگی علم۔ "ختم خوانی" کا انعام بھی اسی میں شامل ہے جو مختلف قسموں کے لئے دیا جاتا تھا۔

(۴) انعام اخراجات مقبرہ — یہ انعام بادشاہان سلف یا امراء کے مقبروں کیلئے عطا ہوتا تھا جس میں اُن کی ترمیم و مرمت۔ صفائی فاتحہ سالانہ وغیرہ داخل تھے۔

(۵) انعام متعلق بہ خدمات — یہ انعام مفصل ذیل خدمات کے لئے مرحمت ہوتا تھا یعنی اس کو ماہوار تنخواہ کا قائم مقام تصور کرنا چاہیئے۔

آئمہ۔ (امام کی جمع ہے اس سے منشا مسجدوں کے اماموں سے ہے نہ کہ خاص محرم سے جیسا کہ بعض کا خیال ہے) اکثر بیشتر یہ معاش آئمہ واراں سے موسوم ہوتی تھی۔

قاضی - پرگنہ کے قاضیوں کو بھی اس قسم کی معاش جاری رہتی تھی - اسی طرح نرخی - محتسب وغیرہ کو یہ معاش عطا ہوتی تھی -

(۶) انعام برائے جاترہ | یہ انعام اس غرض کے لئے دیا جاتا تھا کہ جاترا کے اخراجات کئے جائیں - جاترا ایک قسم کے میلہ کا نام ہے جو مختلف دیولوں پر سالانہ مقررہ ایام میں ہوا کرتا ہے - اس معاش میں اوچھاؤ اور رتھ کشی وغیرہ بھی شامل تھی -

(۷) انعام نندادیپ | نندادیپ ایک قسم کی پوجا کا نام ہے اگرچہ عام طور پر اخراجات پوجا کے نام سے انعام مرحمت ہوتا تھا مگر اس خاص پوجا کے نام بھی علیحدہ انعامات مرحمت ہوئے تھے -

(۸) انعام اچھاؤ | یہ انعام ہندوؤں کے بعض مذہبی امور کے متعلق جاری ہوتا تھا جس میں کتھا اور پوجا ہوتی تھی -

(۹) انعام سدابرت | یہ انعام جو سدابرت کے نام سے موسوم ہے غربا اور مسافر کو کھانا کھلانے خوراک تقسیم کرنے کے متعلق تھا اور عموماً ہندوؤں کو عطا ہوتا تھا -

(۱۰) انعام پونی تہتی | یہ انعام بھی ہندوؤں کو عطا ہوتا تھا جو یوم الموت کو کیا جاتا ہے - اہل اسلام کے عرس کی طرح یہ اہل ہندو کو عطا ہوتا تھا -

(۱۱) انعام اخراجات دیول و پوجا | جس طرح مسجدوں کے نام معاش ہوتی تھی اسی طرح دیول کے نام معاش جاری ہوتی تھی جس کی مقدار مسجدوں سے زیادہ ہے نہ صرف خارج از جمع اراضی بلکہ داخل از جمع انعام بھی ہے ہزارہا روپیے انعام دیولوں کے نام عطا ہوئے ہیں -

(۱۲) انعام برائے مٹھ	یہ انعام مٹھ کے اخراجات کے لئے ہوتا تھا جس میں مسافروں کی خبرگیری شامل تھی۔
(۱۳) انعام گناچاری	یہ انعام بھی ہندؤں سے مخصوص ہے یہ خدمت ہندؤں کے نکاح باندھنے والے کے نام ہوتی تھی۔
(۱۴) انعام جوشی گری	جو معاش نجومی کو عطا ہوتی تھی وہ انعام جوشی گری سے موسوم تھی۔
(۱۵) انعام واقع نگاری	یہ انعام واقع نگاروں کو عطا ہوتا تھا جو واقعات کی اطلاع دیا کرتے تھے۔
(۱۶) انعام اطباء	یہ معاش طبیبوں کو بطور امداد عطا ہوتی تھی۔
(۱۷) انعام مدرسین	بعض علماء وغیرہ کو بطور مدرسین یہ انعام عطا ہوتا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ ہندؤں کو بھی یہ معاش جاری ہوئی

ہے جو سنسکرت کی تعلیم دیا کرتے تھے اور مدارس کے نام بھی معاش جاری ہوتی تھی جہاں عربی فارسی یا سنسکرت کی تعلیم ہوتی تھی۔

(۱۸) انعام طوائفین	جو معاش طوائفین کو مرحمت ہوتی ہے وہ اس نام سے موسوم کی جاتی تھی۔ اسی طرح گویوں کے نام بھی انعام

عطا ہوا تھا۔

تفویض

زمانہ سابق میں مواضعات اور پرگنہ جات محاصل وصول کرنے کیلئے مختلف

اشخاص کو تفویض کیئے جاتے تھے۔ تاکہ وہ مفوضہ علاقہ کا محاصل وصول کرلیں اور اخراجات کے جانے کے بعد بقیہ رقم سرکار میں ارسال کی جائے جن کا حساب بھی ارسال ہوتا تھا اور خرچ کے ساتھ اس کے اسناد بھی روانہ کیئے جاتے تھے۔

تفویض کے مختلف قسمیں ہیں۔

تفویض[1] بطور امانی۔ تفویض[2] بطور اجارہ۔ تفویض[3] بطور تعہد۔

تفویض اجارہ اور تعہد مخصوص چند سالوں کے ساتھ ہوتا تھا اور اکثر اوقات رقم میں زیادتی بھی کی جاتی تھی۔ بعض لوگ ان اسناد کے ذریعہ بھی مواضعات پر قابض ہوگئے ہیں حالانکہ یہ عطا جاگیر ذات یا انعام کی طرح تاحیات بھی نہیں ہوتی تھی بلکہ مخصوص چند سال کے لئے دی جاتی تھی۔ دراصل یہ موجودہ زمانہ کے تعلقداروں کے مشابہ ہے۔ جس شخص کو مواضعات تفویض ہوتے وہ اس کی جاگیر نہیں سمجھی جاتی بلکہ وہ صرف محاصل کا وصول کرنے والا اور بموجب حکم خرچ کرنے والا تھا۔ اور "امانی" کے لئے مدت مقرر نہیں ہوتی تھی۔

عطایا کی دوسری قسم وہ ہے جو بلا تعین رقم جمع کامل مرحمت ہوتی تھی اس کے اقسام حسب ذیل ہیں۔

انعام۔ اوطان۔ مقطعہ۔ اگلی۔ گھر گانون و پالم پیٹ۔ اگرہار۔ سیری۔ ہڈولہ وغیرہ۔

انعام کی صراحت قبل ازیں گزر چکی اکثر بیشتر مشروط انعام میں خارج از جمع اراضی بھی دی گئی ہے لہذا یہاں مکرر اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے اس لئے دیگر امور کا ذکر کیا جاتا ہے۔

وطن | گوکہ وطن داری مقطعہ اگلی اگرہار وغیرہ کے نوعیت میں شامل نہیں ہے مگر چونکہ وطن واری کے ساتھ جو اراضی عطا ہوتی تھی

اکثر بیشتر بلا تعین محاصل مرحمت ہوتی تھی اس لئے اس فصل میں اس کو بیان کیا جاتا ہے ۔ اوطان کی پانچ قسمیں ہیں یعنی دیسمکھی ۔ دیسپانڈیہ گری ۔ سردیسمکھی سردیسپانڈیہ گری ۔ قانون گوئی ۔ وطن داروں کو سالانہ رسوم نہ صرف جاگیرداروں سے ملا کرتا تھا بلکہ مواضعات خالصہ سے بھی رسوم دیا جاتا تھا ۔ وطن داروں کے فرائض جو سند میں بیان کئے جاتے تھے وہ حسب ذیل ہیں ۔

"رعایا کو اپنے حسن سلوک سے راضی رکھنا زراعت میں توفیر کرنا دیہات کی آبادی میں سعی بلیغ کریں ۔ عامل خالصہ اور جاگیرداروں سے رجوع ہو کر وقت پر مالواجب کی ادائی کریں "

وطن دار گویا مواضعات کے مالی حاکم ہوتے تھے ۔

دیسمکھی	موجودہ زمانہ میں محاصل مالگذاری پٹیل و پٹواری کے توسط سے وصول ہوا کرتا ہے جن کو اسکیل ملا کرتی ہے ۔ زمانہ سابق

میں یہ کام دیسمکھ اور دیسپانڈیہ سے لیا جاتا تھا جن کو اس کام کے معاوضہ میں زمینات سیریات اور مقطعہ جات اور رسوم ملا کرتا تھا اگرچہ اب یہ خدمت ان سے نہیں لی جاتی مگر اوطان اب تک باقی ہیں اور اس کی متعلقہ معاش سے پابندہ اسناد کی اولاد مستفید ہو رہی ہے جس طرح کہ جاگیر ذات یا بندہ سند کے تاحیات ہوتا تھا اسی طرح اوطان کی حالت ہے اور اس کی دوبارہ بحالی صاحب سند کی اولاد میں مراحم خسروانہ پر موقوف تھی ۔

سردیسمکھی	سردیسمکھی بلحاظ مراتب دیسمکھی سے اعلیٰ ہے ۔

قانون گو	خیال ہے کہ ہر ایک محروسہ کا ایک صدر قانون گو ہوتا تھا اور دیہات میں اس کے نائب رہا کرتے تھے ۔

مقطعہ — ایسی اراضی کا نام ہے جس کے محاصل سے ایک معینہ رقم جو اس کے مقررہ جمع کامل سے کم ہوتی تھی ہر سال سرکار میں پن مقطعہ کے نام سے داخل کرنی ہوتی تھی۔

بعض اوقات یہ مقطعے نہایت وسیع ہوتے تھے اور بعض مختصر۔

اس کی عطا کبھی نسلاً بعد نسلاً ہوتی تھی اور کبھی معطی لہٗ کے تاحین حیات اور کبھی یہ عطاء بلحاظ قول اور قبولیت مدت معینہ کے لئے ہوتی تھی۔ اول الذکر صورت میں پابندہ سند کے مرنے پر اس کی اولاد میں بھی بحالی ہوتی تھی مگر اس کی بحالی بھی تمام تر مراحم سرکار پر مبنی تھی نہ کہ حق وراثت۔

اکثر مقطعہ جات اوطان کے ساتھ عطا ہوئے ہیں اور علیحدہ بھی اس طرح بعض اوقات مقطعہ مشروط خدمت ہوتا ہے اور بعض اوقات غیر مشروط الخدمت بعض مقطعہ جات ایسے بھی پائے گئے ہیں جن کا پن مقررہ نہیں ہوتا ایسے مقطعہ جات کے متعلق یہ تصور کرنا ہوگا کہ پن سرکار نے معاف کر دیا ہے گو اس کا اظہار سند میں نہیں ہوتا تھا۔

مؤلف اعظم العطیات نے تحریر کیا ہے کہ مقطعہ کی عطاء کے لئے سند شرط نہیں ہے مگر اکثر و بیشتر مقطعہ جات کے اسناد موجود ہیں جن سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ مقطعہ جات کے لئے اسناد مرحمت ہوا کرتے تھے۔

گہرگانوں و پالم پٹ — گہرگانوں اور پالم پٹ بھی بالکلیہ مقطعہ کے مشابہ ہے صرف الفاظ میں تبدیلی ہے یہ عموماً زمینداروں کو عطا ہوتے تھے اور ان کے اسناد میں صراحت ہوتی تھی کہ اس قدر معاش فلاں وسیکھہ کو اور فلاں فلاں بطور پالم پٹ۔ غرض کہ ان کے اسناد جداگانہ نہیں ہوتے تھے۔

اُٹلی — اُٹلی کی حالت بھی مقطعہ کی سی تھی اور فرق صرف اس قدر ہے کہ

یا بندہ اُملی سے التزاماً دو ثلث حق سرکار ہوتا تھا اور ایک ثلث معطی لہٗ کا - اور مقطعہ بین کی طرح اس کی ادائی ہوتی تھی -

اگرہار — اگر ہار ایک مخصوص عطا اہل ہنود کے ساتھ تھی اس کی حالت انعام اور مقطعہ کی سی ہے بعض اگرہار سے سرکار کچھ وصول کرتی تھی اور بعض سے مقطعہ کی طرح سالانہ پن وصول کیا جاتا تھا - بعض اگرہار مشروطی ہیں اور بعض غیر مشروطی -

سیری — سیری بلا تعین حاصل اراضی کا نام ہے جو وطن داروں کو عطا ہوتا تھا یہ عمدہ قسم کی زمین ہوتی تھی جو وطن دار خاص اپنی کاشت کے لئے مخصوص کرتے تھے اور جو اراضی سیری کے نام سے مرحمت ہوتی تھی سرکار کا منشاء یہ ہوتا تھا کہ خاص زمیندار اس پر کاشت کریں -

سیریات کا تقرر بحساب فی دیہہ تعین ہوتا تھا - سیریات کبھی تو علیحدہ سند کے ذریعہ عطا ہوتے تھے اور کبھی اوطان کے اسناد میں ان کا ذکر ہوتا تھا -

ہڈولہ — اس اراضی کا نام ہے جو دہیڑوں کو مردار جانوروں کے ہڈیاں آبادی سے باہر کرنے کے متعلق عطا ہوتی تھی گویا صفائی کا کام ان سے مخصوص ہوتا تھا -

سر درختی — سر درختی سے منشاء اثمار درخت سے تھا مگر اس تعریف میں درخت سیندہی کلموہ تاڑ وغیرہ بھی داخل تھے -

عموماً جاگیر انعام میں تو یہ چیزیں شامل ہو کر عطا ہوتی تھیں گو ان کا ذکر نہ ہو مگر اوطان اور مقطعہ میں کبھی ان کی عطا یا بندہ سند کے نام ہوتی تھی جس کا سند میں ذکر ہوتا تھا اور کبھی نہیں ہوتی تھی جس سے سرکار متمتع ہوتی تھی -

عطایا نقدی

عطایا کی دوسری قسم نقدی ہے اس کی حسب ذیل قسمیں ہیں۔
یومیہ[1] ۔ ماہوار[2] ۔ سالیانہ[3] ۔ معمول[4] ۔ رسوم[5] ۔ منصب[6] ۔

یومیہ — یومیہ سے مراد روزآنہ نقد امداد تھی ۔ جو بعوض کسی خدمت یا بلا کسی معاوضہ کے معطی مقتدر کی جانب سے مرحمت ہوتا تھا۔
اور اس کی مقدار چند فلوس سے لیکر چار پانچ روپیہ یومیہ تک ہوتی تھی اور عموماً یہ روزآنہ نہیں ملا کرتا تھا بلکہ ماہوار یا سہ ماہی یا چار ماہی یا سالانہ اس کی ادائی بعد نہائی ایام شمسی و قمری ہوتی ہے مثلاً کسی شخص کو ایک روپیہ یومیہ ہے تو اس کو کبھی تو ماہوار (لعہ) یا (دہاعہ) بوجہ نہائی ایام شمسی و قمری (جن کا بیان آگے آئیگا) ملا کرتے یا کبھی (سماعہ) کے منجملہ (سماصہ) یا کچھ کم و زیادہ یافت ہوتی تھی۔

ماہوار — ماہوار بھی اسی طرح کی امداد تھی خواہ بشرط ادائی خدمت یا بلا شرط ادائی خدمت جو کبھی ماہوار ایصال ہوتی تھی اور کبھی یکمشت سال پر یا چند ماہ پر۔

سالیانہ — سالیانہ بھی ایک نقد عطا ہے جو یومیہ کی طرح مرحمت ہوتا تھا مگر اسکی ادائی صرف سالانہ ہوتی تھی ۔ ان تمام عطاؤں کے متعلق دوامی ہونے کا شبہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ بعض چند سال کے لئے مخصوص ہوتے تھے۔

معمول — معمول ایک نقد عطا کا نام تھا جو ایک معینہ رقم عموماً ایک وقت

خاص میں سرفراز ہوتی تھی جیسے معمول عیدین، معمول دسہرہ، معمول عشرہ وغیرہ۔

معمول اور سالیانہ میں فرق یہ ہے کہ سالانہ ہمیشہ ختم سال فصلی کے بعد ایک مرتبہ ملا کرتا اور معمول اس کے خاص وقت مقررہ پر اگر سال فصلی میں دو مرتبہ معمول کا زمانہ آجائے تو اس کی ادائی دو مرتبہ ہوتی تھی۔

علاوہ ازیں معمول میں کمی زیادتی بلحاظ ایام شمسی وقمری نہیں ہوتی تھی بلکہ جو معمول مقرر کیا جاتا تھا وہی ملا کرتا تھا۔ خلعتانہ بھی معمول میں شریک ہے کیونکہ عیدین میں دو مرتبہ خطیب کو خلعت عطا ہوتا اس کے اخراجات خلعتانہ کہلاتے تھے۔

یہ چاروں نقد عطا ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

مشروطی خدمتیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) اخراجات مسجد
(۲) اخراجات دیول
(۳) اخراجات درگاہ
(۴) اخراجات مقبرہ
(۵) اخراجات نیازات
(۶) اخراجات عاشور خانہ
(۷) اخراجات پوجا
(۸) اخراجات جاترا
(۹) اخراجات تکیہ
(۱۰) اخراجات مدرسہ
(۱۱) اخراجات شفاخانہ

(۱۲) اخراجات مٹھ

(۱۳) خدمت اخبار نویسی

(۱۴) خدمت وقائع نگار

(۱۵) خدمت تولیت

(۱۶) خدمت امامت

(۱۷) خدمت خطابت

(۱۸) خدمت موذنی

(۱۹) خدمت مجاوری

(۲۰) خدمت جاروب کشی

(۲۱) خدمت خادمی درگاہ

(۲۲) خدمت قضاء

(۲۳) خدمت افتاء

(۲۴) خدمت صدارت

(۲۵) خدمت وکالت

(۲۶) وزن کشی

(۲۷) خدمت نرخی

(۲۸) خدمت نشتداری

(۲۹) خدمت امینی

(۳۰) خدمت محتسبی

(۳۱) خدمت مدرسی

(۳۲) طالب علمی

غیر مشروطی یومیہ سالانہ وغیرہ ذیل کی صورتوں میں ملتا ہے ۔

(۱) فقراء

(۲) زنار داران

(۳) فقراء سرخ پوش

(۴) مشائخین

(۵) متوکلین

(۶) ورثہ طلبہ

(۷) جوشی

چونکہ ہر خدمت کے نام ہی سے اس کی نوعیت وغیرہ کی صراحت ہو جاتی ہے اس لئے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں خیال کی گئی ۔

رسوم	رسوم ایک نقد عطا کا نام تھا جو محاصل مالگزاری پر بطور اسکیل دیا جاتا تھا ۔ یہ نہ صرف مواضعات خالصہ سے ادا ہوتا بلکہ جاگیر داروں وغیرہ سے بھی لیا جاتا بعض اوقات رسوم فی صد کے حساب سے مقرر ہوتا اور بعض اوقات بالمقطعہ بھی مرحمت ہوتا تھا رسوم کے لئے سند بھی عطا ہوتی تھی ۔

رسوم کی چند قسمیں ہیں ۔

رسوم زمینداری	رسوم زمینداری جو دیسمکھ اور دیسپانڈیہ وغیرہ کو ملا کرتا تھا ۔ ہر ایک وطن دار کو رسوم ملنا لازمی تھا ۔
رسوم مینواری	رسوم مینواری ان ملازمین دیہی کو دیا جاتا تھا جو پولیس کے کام پر متعین ہوتے تھے ۔
رسوم ستی گری	رسوم ستی گری ان لوگوں کو ملا کرتا تھا جو گانوں کی صفائی کا انتظام

اور بازاروں اور راستوں کی درستی وغیرہ کا کام انجام دیتے تھے۔

رسوم کل آچاری — ہندوں کے مذہبی کام انجام دینے والوں کا حق تھا مثلاً نکاح وغیرہ۔

تحریر — تحریر بھی ایک نقد عطا کا نام ہے جو مخصوص چند لوگوں کو عطا ہوا تھا اس کی چند قسمیں ہیں۔ تحریر ایک آنی۔ تحریر نیم آنی۔ تحریر پاؤ آنی

یہ رقم فی روپیہ ایک آنہ۔ ادھ آنہ اور پاؤ آنہ کے حساب سے ابتداً ہر گاؤں کے آمدنیوں سے وضع ہو کر دفاتر دیوانی اور مال کے سر دفتر اور عمال وغیرہ کی تنخواہ وغیرہ کے لئے دیا جاتا تھا اس کے بعد اس آمدنی کے موافق جاگیریں بھی دیدی گئی تھیں۔ علاوہ جاگیرات کے راجہ شیوراج کو ان کی زندگی تک سالانہ ([illegible]) اس تحریر کی بابت خزانہ شاہی سے عطا ہوتے تھے بہر حال تحریر کی آمدنی خاص دفاتر دیوانی و مال کے لئے مخصوص تھی اور اس آمدنی سے ان دفاتر کے اخراجات پورے کئے جاتے تھے۔

معافیات محصول — ایک قسم عطاء نقدی کی معافیات محصول ہے یعنی کسی کو سرکار خاص طور پر محصولات کی ادائی سے معاف اور مستثنیٰ کر دیتی تھی۔

منصب — منصب بھی ایک قسم کی ماہوار تھی جو ہر مہینہ ملا کرتی تھی یہ اہل قلم اور اہل سیف دونوں کو دی جاتی تھی اور ان سے کام لیا جاتا تھا

زمانہ سابق میں منصب کے اقسام نہیں تھے مگر زمانہ مابعد میں اس کی کئی قسمیں ہو گئیں مثلاً منصب[1] معاوضہ جاگیر جو جاگیر کے ضبط ہو جانے کے باعث اس کے معاوضہ میں دی جاتی تھی اس جاگیر کا دوامی جاگیر ہونا ضروری تھا۔

منصب[2] معاوضہ قراولان۔ زمانہ سابق میں خبر رساں کو قراول کہا کرتے تھے اس خدمت کے معاوضہ میں جو منصب جاری ہوا تھا وہ منصب معاوضہ قراولان سے موسوم ہے۔

منصب[۳] معاوضہ زمین ۔ زمینات کے سرکار میں لینے کے معاوضہ میں جو منصب عطا ہوتا تھا اس کو منصب معاوضہ زمین کہتے ہیں ۔

منصب[۴] معاوضہ مقطعہ جو مقطعہ کے معاوضہ میں دیا گیا ہو ۔

منصب معاوضہ شکست مکان، منصب معاوضہ زمینداری جو شکست مکان اور زمینداری کے معاوضہ میں عطا ہوا تھا ۔

بعض منصب نسلاً بعد نسلاً اجراء ہوئے ہیں مگر ہر مرتبہ اُس کے وراثت کی تحقیقات ہوتی ضروری تھی اور سالم منصب اجرا نہیں ہوتی بلکہ اُس کا حصہ تخفیف ہوتا ہے ۔ چونکہ منصب کے متعلق ضابطہ منصب شائع ہو چکا ہے اس لئے اس کے متعلق مزید صراحت کی ضرورت نہیں پائی جاتی ۔

وصولات از جاگیرداران انعامداران وغیرہ

اب میں اس امر پر بحث کروں گا کہ جاگیرداران و انعامداران وغیرہ سے سرکار کو کیا کیا وصولات ہوتے تھے نیز دیگر اشخاص کو کیا کیا عطا کرنا لازمی تھا اور نیز یہ کہ ان کی معافیات کے متعلق بھی اسناد و مرحمت ہوتے تھے اور یہ بھی ایک قسم کی عطیہ شاہی متصور ہوئی تھی ۔

مکاسہ مکاسہ ہر جاگیر سے مکاسہ وصول کیا جاتا تھا یہ ایک قسم کا ٹکس تھا جو اولاً پیشواؤں کو دینے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر بعد ازیں خود سرکار میں داخل ہونے لگا ۔

اور یہ کل جاگیر کا نصف یا ثلث یا دو ثلث یا سدس یا ربع رقبہ کا محاصل ہوتا تھا ۔

اکثر اوقات مکاسہ خود اسی جاگیردار کو معاف کر دیا جاتا یعنی یہ عطا بھی اسی کو دیدی

---

[۱] فیصلہ ایلیس وچتا مبرائو سے اس کی توثیق ہو سکتی ہے ۔

جاتی تھی اور کبھی کسی اور کو بطور جاگیر سرفراز ہوتا تھا اس لئے مکاسہ کو جوڑ دین جاگیر بھی کہتے ہیں کیوں کہ ایک شخص کی جاگیر میں دوسرے شخص کو جاگیر عطا ہوتی تھی۔

چوتھہ	چوتھہ بھی اسی قسم کا ٹیکس تھا جو اولاً پیشواؤں کو دیا جاتا تھا مگر بعد ازیں سرکار میں داخل ہونے لگا۔ یہ جیسا کہ لفظ چوتھہ سے ظاہر ہے چوتھائی

محاصل ہوتا تھا۔

اکثر اوقات چوتھہ بھی اسی جاگیردار کو عطا ہو جاتی تھی اور کبھی کسی دوسرے شخص کو مرحمت ہوتا تھا۔

نذرانہ	نذرانہ کی رقم ہر جاگیردار۔ انعام دار۔ تعلقدار۔ اجارہ دار۔ قول دار۔ وطن دار وغیرہ سے لی جاتی تھی اور نہ صرف بوقت تقرر بلکہ ہر سال اس

کی ادائی لازمی تھی جو خدمتیں عطا ہوئی تھیں اس کے لئے بھی نذرانہ کا پیش کرنا ضروری تھا اور نذرانہ کی رقم کی ادائی کے متعلق درخواست اور قول میں صراحت کی جاتی تھی اور اس کی یکمشت یا اقساط میں ادائی کے لئے مچلکہ اور ضمانت داخل کی جاتی تھی نذرانہ کا تعین مقرر نہ تھا عموماً سیکڑوں سے لیکر لاکھوں تک ہوا کرتا تھا۔ بوقت تقرر بھی نذرانہ کا دستور تھا۔

تحریر	بوقت اجرائی اسناد معاش داروں سے دفاتر دیوانی و مال اور استیفاء میں تحریر لی جاتی تھی اور یہ دفتر کے مصارف میں صرف کی

جاتی تھی اور اس کی ادائی سرکاری احکام کی بناء پر ہوتی تھی۔ معاش دار کو نہ صرف دفتر دیوانی و مال کو تحریر ادا کرنی ہوتی تھی بلکہ دفتر استیفاء کو بھی اخذ نقل کے لئے تحریر ادا کرنی لازمی تھی۔ اس کے علاوہ تحریر نیم آنی یا دانی وغیرہ بھی دفاتر دیوانی و مال کے اخراجات کے لئے جاتے تھے۔

رسوم	جاگیرداروں وغیرہ سے رسوم بھی وطن داروں کو ایصال ہوتی تھی

اور اس کی ادائی بموجب قواعد ضروری تھی ۔ رسوم کی کئی قسمیں ہیں جس کی صراحت ہو چکی ہے ۔

پیشکش — پیشکش بھی ایک قسم کا نذرانہ ہے جو راجاؤں اور سمستانوں سے سالانہ وصول ہوا کرتا تھا اس کو خراج کا قائم مقام سمجھنا چاہیئے ۔

یہ امر غور طلب ہے کہ رقم پیشکش کس حساب سے لی جاتی تھی آیا سالانہ آمدنی پر ایک مقررہ رقم لی جاتی تھی یا اس کی وصولی بلا کسی شرح کے تھی ۔

سیر بجوال — یہ ٹکس بیوپاریوں سے وصول ہو کر قضاۃ اور شاستریان ہنود کو ملا کرتا تھا، بعض دیہات میں معاف ہو جاتا تھا اور اس کے بجائے سرکاری خزانہ سے بنام سیر بجوال مقرر کر دیا جاتا تھا ۔

مہرانہ — چونکہ زمانہ گذشتہ میں دستاویزات پر تصدیق کے لئے قاضی کی مہر ثبت ہوتی تھی اس لئے یہ ٹکس بہ نام مہرانہ ان کو دلایا جاتا تھا۔ بعض مقامات میں سرکار سے یہ رقم ادا ہوتی تھی اور عام رعایا کو اس سے معافی دیدی گئی تھی ۔

سر دیہیا — یہ ٹکس بھی مزارعوں سے وصول ہو کر قاضیوں اور شاستریوں وغیرہ کو ملا کرتا تھا جس کا کوئی تعین نہیں تھا ۔ چونکہ اس رقم کا قرار داد سر دیہی ہوتا تھا اس لئے اس نام سے موسوم ہوا ۔

دستبند — یہ اس ٹکس کا نام تھا جو تالابوں سے کھیت کو پانی دیا جاتا تھا یعنی آب پاشی کا محصول تھا جو مزارعوں سے وصول کیا جاتا تھا جس کا حساب (۵) روپیہ فی بند تھا ۔

کاہدانہ — جاگیرداروں وغیرہ سے یہ ٹکس پیشوا کے گھوڑوں کے دانہ کے لئے

لیا جاتا تھا جو بعد ازیں علی حالہ باقی رہا بعض جاگیرداروں وغیرہ کو معاف بھی کر دیا جاتا تھا۔

سہ بندی اور صادر	اضلاع کے اخراجات صادر کے لئے یہ ٹیکس بنام سہ بندی اور صادر وصول ہوتا تھا۔ بعض جاگیردار کو معافی دیدی گئی تھی۔
ابواب ناجائز	بعض ایسے ٹیکس تھے جو رعایا سے معاش وار وصول کیا کرتے تھے جیسے شادی پٹی۔ بوقت شادی معاش وار۔ اور سہ پٹی بوقت تولد لڑکا

ختنہ پٹی بوقت ختنہ اور مردہ پٹی بوقت موت مگر سرکار نے ان ابواب کو ناجائز قرار دیکر موقوف کر دیا تھا کاغذات میں یہ ابواب ناجائز سے موسوم تھے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دستور العمل اقتدارات تصفیہ مقدمات انعام و منظوری وراثت ہائے معاشداروں سے (جو بموجب فرمان مبارک مورخہ ۱۵ رجب ۱۳۲۰ھ منظور ہوا اور بذریعہ گشتی مالگزاری نشان (۳) مورخہ ۱۷ آذر ۱۳۱۲ف شائع ہوا) بعض امور کی صراحت کی جائے۔

الف۔ مفہوم لفظ جاگیر میں اگرہارات اور جملہ مواضعات شامل ہوں گے جو بطور معافی عطا یا کوئی حصہ محاصل بہ سرکار یا قرار داد حق مالکانہ سرکار دے گئے ہوں بشرطیکہ وہ مقطعہ جات نہ ہوں۔

ب۔ سمستان سے وہ علاقہ مجموعی چند دیہات متصور ہوگا جو بتقرر پیشکش سرکار نے بعض راجاؤں و زمینداروں کو سپرد کر دیا ہے۔

ج۔ مفہوم لفظ مقطعہ میں اراضی مقطعہ اور وہ مواضع شریک ہوں گے جن کا ایک حصہ محاصل واجب الاخذ بہ سرکار قرار دیا گیا ہو۔ اور یہ دو قسم کے ہیں۔

(۱) بالمقطعہ جس کا پن معین ہو۔

(۲) مقطعہ جس کا پن ایسا محاصل ہو جو بطور حصہ محاصل سرکار میں دیا جاتا ہو مثلاً

ثلث یا ذو ثلث یا ربع۔

نوٹ:۔ اُتلیات مقطعہ میں شریک ہیں۔

(س) ۔ لفظ "اراضی انعام" میں وہ قطعات اراضی شامل ہوں گے جس پر کوئی حصہ
ارقائم نہ ہو یا بعض اشکال میں کوئی حصہ سرکاری قائم کیا جائے نیز ان میں اراضی سیری
ٹ مانیہ وڈولہ سا ورم وغیرہ بھی داخل ہوں گے۔

کاغذات عطایا اور ان کی تعریف

اب میں اس امر پر بحث کروں گا کہ عطایا کے متعلق کس قدر کاغذات استعمال کئے
تے تھے اور وہ کس نام سے موسوم تھے۔

عطایا سے متعلق جو کاغذات مستعمل تھے ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

سوال ۔ التماس ۔ امیدوار فضل کرم ۔ واجب العرض ۔ عرضی ۔ تجویز بند ۔
وہ سند ۔ اصل سند ۔ نقل سند ۔ پروانہ ۔ پروانچہ ۔ پروانگی ۔ عنایت نامہ ۔
رش نامہ ۔ خط ۔ تاکید ۔ احکام ۔ حکمشد ۔ چیٹی ۔ دستک ۔ سیاہہ ۔ ادارجہ ۔
یتیں ۔ (جاگیرداران ۔ انعام واران ۔ وطن داران ۔ یومیہ داران ۔ دیہات ۔
یت ضبطیات وغیرہ) فہرست عمالان جمع وخرچ ۔ مداخل ومخارج ۔ سبیل بند ۔
ملات ۔ وصول باقی ۔ دیہہ جھاڑہ ۔ ڈول ۔ قول ۔ قبولیت ۔ مچلکہ ۔ اقرارنامہ ۔
خطی ۔ پٹرک ۔ چلبندی ۔ نقشہ ۔ فرمان ۔ برآوردات ۔ فیصلہ اپیل وچٹھا نہرراؤ ۔

ال | زمانہ موجودہ میں جس کاغذ کو عرضی کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس
کو زمانہ سابق میں "سوال" کے نام سے موسوم کرتے تھے ۔ مگر اس کے
ے کا طریقہ بالکل مختلف تھا ۔ کبھی تو تفصیل کے ساتھ اپنی خواہش کو بیان کیا جاتا اور

کبھی اختصار کو کام میں لایا جاتا۔ اور پیش کنندہ اکثر و بیشتر بجائے نام لکھنے کے مہر کیا کرتا اور یہ مہر کاغذ کی دوسری جانب ہوتی تھی۔ عطایا جاگیر انعام وغیرہ کے متعلق اکثر بیشتر مہر ہی ہوا کرتے یا یوں سمجھو کہ اعلیٰ پوزیشن کے لوگ مہر ہی کرتے تھے۔

بادشاہ وقت یا مدار المہام عموماً سوال پر "سوال نویسندہ" کی شرح لکھتے تھے جس کے معنی آج کل کی اصطلاح میں کیفیت پیش ہو ہیں۔ کبھی بادشاہ وقت کے حکم سے مدار المہام شرح کرتے تھے "حکم شد سوال نویسندہ"

التماس سوال ہی کی ایک قسم التماس ہے جس میں فرق صرف یہ ہے ابتداً التماس کے الفاظ درج ہوتے تھے۔ یہ دونوں کاغذ یعنی سوال اور التماس اکثر بیشتر عطائے اراضی سے متعلق پائے جاتے تھے یعنی اگر استدعا جاگیر یا انعام کی ہے تو عموماً سوال اور التماس ہی پیش ہوتے تھے۔

امیدوار فضل کرم امیدوار فضل کرم بھی درخواست ہی کا نام ہے جس میں امیدوار فضل کرم کے الفاظ درج ہوتے تھے اور یہ کاغذ اکثر عطاء نقدی سے متعلق ہوتا تھا۔

اس کاغذ پر کبھی تو عطا شدنی نقدی کی تعداد لکھدی جاتی تھی اور کبھی نہیں اور کبھی منظور یا "ص" ہو جاتا تھا جس کے معنی منظور ہی کے تھے۔

واجب العرض واجب العرض بھی ایک قسم کی عرضی ہے۔ مندرجہ صدر کاغذات میں صرف ایک ہی چیز کی استدعا کی جاتی تھی مگر واجب العرض میں مختلف مطالبات کا فقرہ وار اندراج ہوتا تھا۔

اس کے منظوری کے مختلف طریقہ تھے کبھی تو جملہ مطالبات منظور کیئے جاتے تھے اور ناصیہ پر لفظ منظور یا "ص" لکھدیا جاتا تھا اور کبھی ہر ہر معروضہ کے متعلق شرح ہوتی اور کبھی جملہ مطالبات منظور نہیں کیئے جاتے تو جس قدر منظور ہوتے اس کے منظوری

کی شرح ہوتی مثلاً "پنج دفعات بدستخط رسید" وقس علی ہذا۔

واجب العرض اراضی کے علاوہ فوج سے بھی متعلق ہوتے تھے۔

عرضی | بعض کاغذات عرضی کے نام سے بھی پائے گئے ہیں جس کے آخر بالکل آج کل کی طرح عرضـــے لکھکر نام لکھا گیا ہے یہ اکثر نقدی یا خدمت سے متعلق ہوتے تھے۔

تجویز بند | سوال پر سوال نویسندہ وغیرہ کی شرح ہونے کے بعد دفتر سے اس حکم کی بناء پر کیفیت پیش ہوتی تھی جس میں بتایا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں جاگیر وغیرہ کی نسبت استدعاء کی تھی زیر بحث موضع یا مواضع فلاں پرگنہ سے متعلق ہے اور اس کی جمع کامل اس قدر ہے اور یہ موضع اس کے پیشتر فلاں شخص کے پاس تھے۔ اب بموجب حکم یہ کیفیت پیش کی گئی ہے لہذا اس کے نسبت جو حکم۔

کبھی اختصار کو بھی کام میں لایا جاتا تھا اور کبھی کیفیت کے لفظ سے ابتدا ہوتی تھی اور کبھی جس شخص نے سوال پیش کیا تھا اس کے نام سے ابتدا ہوتی تھی۔ مگر عموماً تجویز بند کے آخر "درین باب ہر چہ امر" ضرور ہوا کرتا تھا۔ لہذا تجویز بند کے معلوم کرنے کا طریقہ اس عبارت کو قرار دینا کافی ہے کیوں کہ ابتداً کچھ بھی عبارت ہو اگر آخر پر یہ عبارت درج ہو تو وہ تجویز بند ہی ہے۔

کبھی سوال کے آخر میں یہ عبارت مرقوم ہوتی تھی مگر اس کی پشت پر مہر ہونے سے یا اس پر سوال نویسندہ کی شرح ہونے سے اس کو امتیاز کیا جا سکتا ہے۔

تجویز بند پر بھی مختلف شرحیں درج ہوتی تھیں مگر اکثر "سند ید ہند" کی شرح ہوتی تھی کبھی علامت ص لکھا گیا ہے۔ مگر یہ علامت عموماً عہد غفران مآب (آصفجاہ ثانی) یا راجہ چندو لعل کے کاغذات پر ہوتی تھی۔

کبھی لکھدیا جاتا تھا "حکم شد سند بدہند" اور کبھی تجویز ہوتی تھی کہ "سند بدہند و پروانگی بدفتر دیوان دکھن نویسند" "تجویز بند متعلق سند و مہری (جس کی صراحت آگے آئیگی) کے متعلق حکم ہوتا تھا "سند بدہند و فرد بدفتر دیوان دکن نویسند"۔

بعض معاش کے کاغذات سے یہ امر ظاہر ہوتا تھا کہ ان کے متعلق تجویز بند مرتب نہیں ہوا بلکہ سوال پر ہی سند بدہند کا حکم ہو گیا اور کبھی زبانی حکم پر بھی سند دیدی گئی جاتی تھی اور تجویز بند کی نوبت نہیں آئی تھی۔

مسودہ سند | مسودہ سند وہ کاغذ ہے جو دفتر دیوانی و مال میں تجویز بند کے منظور ہونے کے بعد مرتب ہوتا تھا جس میں امور ذیل کا اندراج ہوا کرتا تھا۔

(۱) مقام عطاء۔

(۲) صراحت مواضعات معہ رقم جمع کامل۔

(۳) نام معطی لہٗ۔

(۴) صراحت نوعیت عطایا۔

(۵) سنہ عطا۔

یہ کاغذ دفتر میں مرتب ہو کر مُعطی کے پاس پیش ہوتا جس پر "بنویسند" کی شرح ہوتی مگر عہد غفران مآب (آصفجاہ ثانی) کے مسودات سے پایا جاتا ہے وہ مسودات کے ناصیہ پر "صاد" اور آخر میں ایک خاص علامت درج فرماتے تھے۔

مُعطی بہت کم مسودات میں تغیر کرتے تھے عموماً راجہ چندولعل کے زمانہ میں تغیر ہوا ہے) مسودہ سند میں تاریخ اجرائی پشت پر لکھی جاتی تھی۔

اصل سند | مسودہ سند کے منظور ہونے پر دارالانشاء سے اس مسودہ سے اصل سند مرتب ہوتی تھی اور معطی کی دستخط و مہر کے بعد مُعطی لہٗ

کر دی جاتی تھی۔

اصل مسودہ جو منظور ہوتا تھا وہ دفتر دار الانشاء میں رکھ لیا جاتا تھا۔ مگر عہد غفران مآب کے اکثر و بیشتر مسودات بھی دفاتر دیوانی اور مال میں ہیں جس سے یہ پایا جاتا ہے تبیض کا کام بھی یہاں ہوا کرتا تھا۔

اکثر اوقات اصل سند کی پشت پر تجویز بند کی نقل بھی کر دی جاتی تھی اس کا قاعدہ عہد غفران مآب میں عام طور پر تھا۔ زمانہ مابعد میں اس کی پابندی نہیں ہوتی تھی اس میں تاریخ عموماً ختم عبارت کے نیچے ہوتی تھی۔

نقل سند نقل سند اس کاغذ کا نام ہے جو اصل سند سے بعد دستخط و مہر و فاتر دیوانی و مال میں لی جاتی تھی اور اصل سند کی پشت پر اور نقل سند کے ناصیہ پر اخذ نقل کی تاریخ لکھ دی جاتی تھی بہ الفاظ ذیل۔

"بتاریخ .... نقل بدفتر دیوانی گرفتہ شد یا نقل بدفتر دیوان رسید"

اس میں اجرائی کی تاریخ ابتداء عبارت کے ساتھ اور اخذ نقل کی تاریخ ناصیہ پر ہوتی تھی۔ بوقت اخذ نقل تحریری لی جاتی تھی جس کی مقدار فی صد ہے ہوتی تھی۔

پروانہ پروانہ کے متعلق مؤلف اعظم العدلیات نے تحریر فرمایا ہے کہ "پروانہ کے لفظی معنی خط اور تحریر کے ہیں اور بلحاظ معنی مرادی پروانہ اور تاکید کی تعریف میں کوئی فرق نہیں ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ جس طرح احکام یا تاکید مدار المہام یا دیگر اراکین سلطنت کے طرف سے جاری ہوتی ہیں اسی طرح پروانہ کا اجراء من جانب سلاطین ہوا کرتا ہے۔ بعض پروانے وزراء کے طرف سے بھی جاری ہوتے ہیں مگر بہت کم"

یہ تعریف غالباً اس لئے کی گئی ہے کہ اکثر و بیشتر پروانوں میں یہ الفاظ مستعمل ہوئے ہیں کہ "سند متعاقب موافق ضابطہ جی رسد بدان بموجب بعمل آرند"

اگرچہ اس تحریر سے پروانہ بادی النظر میں تاکید معلوم ہوتا ہے لیکن ادارجوں کے مسلسل اندراجات سے پروانوں کا وجود بھی مثل سند پایا جاتا ہے اور خود بعض پروانے ایسے جاری ہوئے ہیں جن میں متعاقب سند کا ذکر ہے مگر بمہر خاص سے کوئی سند جاری نہیں ہوئی اگرچہ بعض وقت سند بمہر نیابت دیوانی جاری بھی ہوئی مگر ادارجوں میں داخلہ پروانہ ہی کی رو سے ہوا ہے سند کا ذکر نہیں ہے اور تاکید کی تعریف کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ پروانہ تاکید کی تعریف میں شامل کرنا ہرگز درست نہیں ہوسکتا۔ غرض کہ میری رائے میں سند اور پروانہ میں کوئی فرق نہیں ہے مگر اس امر کا خیال رہے کہ اکثر عہد غفران مآب میں سند کے نام سے کوئی کاغذ جاری نہیں ہوا ہے بلکہ پروانہ ہی جاری ہوا ہے اور عہد غفران مآب کے بعد پروانہ کے نام سے کوئی کاغذ جاری نہیں ہوا بلکہ سند کے نام سے اجرائی ہوئی ہے لہذا پروانہ بمنزلہ سند تصور کرنا چاہیئے۔

پروانوں کے متعلق خاص طور پر چند امور قابل عرض ہیں۔

الف۔ بعض پروانوں میں ایسے الفاظ ہیں جن میں متعاقب ترسیل سند کا ذکر ہے مگر کسی سند کی بعد میں اجرائی پائی نہیں جاتی۔

ب۔ بعض میں متعاقب ترسیل سند کا ذکر نہیں ہے مگر سند دیوانی جاری ہوئی تھی۔

ج۔ بعض پروانوں میں یہ الفاظ یعنی "متعاقب سند موافق ضابطہ مزین بمہر خاص تیار شدہ می رسد بداں موجب لعمل آرند" کا اندراج صرف معلی لہ کی وجاہت کے اعتبار سے ایک خاص صورت پیدا کی گئی تھی۔

پروانچہ	پروانچہ کے نام سے کوئی کاغذ سلطنت آصفیہ میں جاری نہیں ہوا ہے البتہ عہد مغلیہ کے کاغذات میں اس نام سے کاغذات موجود

ہیں جو پروانہ کی تصغیر ہیں اور بلحاظ وجاہت شخصی پروانہ اور پروانچہ اجرا ہوتا تھا۔

پروانگی	سلطنت آصفیہ میں پروانگی کے نام سے کاغذات ہیں یہ عموماً صدر الصدور

کے دفتر سے جاری ہوتا تھا اس کی حیثیت تقریباً سند کی ہے بہ الفاظ دیگر یہ کہہ سکتے ہیں۔ جو اسنا د صدر الصدور جاری کرتے تھے وہ پروانگی سے موسوم تھے اس پروانگی کے اجرائی کے بعد اکثر اوقات سند بھی جاری ہوتی تھی بعض پروانگی کا داخلہ سیاہہ میں ہوتا ہے جو صدور الصدور کی اجرائی کے بعد بوقت اجرائی درج ہوتے تھے

احکام، نوازش نامہ، عنایت نامہ، خط، تاکید اور حکمنامہ چٹھی تک	موجودہ زمانہ کے سرکاری احکام جو "مراسلہ" کے نام سے موسوم ہیں زمانہ سابق میں وہ مختلف ناموں سے موسوم تھے جن کی صراحت عنوان میں کی گئی ہے یہ بلحاظ تبدیل زمانہ اور بلحاظ مراتب جاری ہوئے تھے۔ اجرائی سند کے ساتھ قبضہ کے لئے اور دیگر امور

کے متعلق ان کی اجرائی ہوتی تھی۔ بعض مرتبہ سند کے بجائے بھی ان کاغذات سے کام لیا جاتا تھا جس کی صراحت حسب ذیل ہے۔

عنایت نامہ	جو حکم خاص بادشاہ وقت کے جانب سے بمہر خاص جاری ہوتا تھا وہ عنایت نامہ سے موسوم ہوا کرتا تھا۔ اور یہ زیادہ تر حضرت آصفجاہ

ثانی اور سکندر جاہ کے ابتدائی زمانہ میں جاری ہوتے تھے۔

نوازش نامہ	نوازش نامہ بادشاہ وقت کی جانب سے جاری نہیں ہوتا تھا بلکہ مدار المہام کی جانب سے جاری ہوتا تھا راجہ چندو لعل کے زمانہ

میں اس کی اجرائی باقی نہیں رہی تھی بلکہ ان کے پہلے اس کی اجرائی ہوتی تھی۔

خط	خط کی اجرائی بھی راجہ چندو لعل کے پہلے ہوتی تھی حضرت آصفجاہ ثانی اور سکندر جاہ کے زمانہ میں اس اجرائی ہوئی ہے یہ مدار المہام

کی جانب سے تعلقداروں سے کم درجہ کے لوگوں کے نام پر جاری ہوتا تھا۔

تاکید	یہ آصفجاہ ثانی اور زمانہ مابعد میں جاری ہوتا تھا مگر کم درجہ کے اشخاص کے نام پر مثلاً دیسکھان یا پٹیل پٹواری وغیرہ۔

حکم شد	ہر زمانہ میں جاری ہوتا تھا اور اکثر نیابت دیوانی کے مہر سے جاری ہوا کرتا تھا۔ زیادہ تر یہ رقموں کے ادخال وغیرہ کے متعلق ہوا کرتا تھا۔
احکام	زمانہ راجہ چندو لعل اور زمانہ مابعد میں اس کی اجرائی ہوئی تھی تعلقدارو وغیرہ کے نام پر یہ جاری ہوتا تھا۔
چھٹی	اس نام سے بھی بعض کاغذات جاری ہوتے تھے یہ عموماً ساہوؤں کے نام ہوتے تھے۔
دستک	دستک بھی ایک قسم کا احکام تھا جو راہ داری وغیرہ کے علاوہ بعض دیگر امور کے متعلق بھی جاری ہوا کرتا تھا۔
سیاہہ	سیاہہ کی تعریف رزولیوشن ۳۰ ۱۳۰۳ف میں یہ ہوئی ہے۔ "سیاہہ اسنادی وہ کاغذ ہے جس میں تمام اس دن کے احکام لکھے جاتے تھے" گو یہ تعریف صحیح ہے مگر اس مجمل بیان سے سیاہہ کی

کماحقہ' تعریف نہیں ہوسکتی۔ لہذا سیاہہ کی تعریف یہ ہوسکتی ہے کہ سیاہہ ایک رجسٹر کا نام ہے جس میں روزآنہ موصولہ اور مجاریہ کاغذات دفتر دیوان کا اندراج ہوا کرتا تھا۔ فی زمانہ عموماً تاریخ وار نشان کے ساتھ نام مرسل کے ساتھ صراحت مقدمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے یا کہیں کسی قدر خلاصہ کارروائی کا اندراج ہوتا ہے مگر زمانہ سابق میں عموماً پورے کاغذ کی نقل سیاہہ میں کرلی جاتی تھی البتہ آج کل کی طرح نشان سلسلہ کا رواج نہیں تھا۔ مگر بعض مرتبہ سیاہہ میں بجائے مکمل نقل کے مختصر اقتباس پر بھی اکتفا ہوتا تھا۔

سیاہہ کی چند قسمیں بھی ہیں یعنی سیاہہ جاگیر۔ سیاہہ نقدیہ۔ سیاہہ خزانہ عامرہ۔ سیاہہ موجودات سپاہ۔ سیاہہ داغ اسپان وغیرہ۔

سیاہہ جاگیر دفتر دیوانی کا خاص سیاہہ تھا جس میں کل موصولہ و مجاریہ کاغذات

داخلہ ضروری تھا۔

سیاہہ نقدیہ اگرچہ یہ خاص طور پر نقدی سے متعلقہ کاغذات کے داخلہ کے لئے
رتب ہوا تھا مگر زمانہ مابعد میں اس میں جاگیر وغیرہ کاغذات کا داخلہ بھی ہونے لگا تھا۔

سیاہہ خزانہ عامرہ کو کروڑی تصور کرنا چاہیئے جو اندراج رقم سے مخصوص ہوتا تھا
لی ہذا دیگر سیاہہ جو سپاہ وغیرہ سے متعلق ہیں اور ان کے داخلہ جات اس میں ہوا
تے تھے۔

سالار جنگ کے زمانہ میں دفتر ملکی میں بھی سیاہہ مرتب ہونے لگا تھا۔

سیاہہ کے اندراج میں بھی عہد غفران مآب میں خاص طور پر لحاظ رکھا جاتا
ہا اولاً تعلق مال کا عنوان قائم ہوتا پھر اس میں بھی صوبہ جات کے لحاظ سے اندراج
ہوتا تھا جس میں عطا وغیرہ مالگزاری کے کاغذات کی کھتاونی ہوتی تھی دوسرا مد
ملق سپاہ کے نام سے موسوم تھا اس میں تنخواہ داران فوج وغیرہ کے کاغذات کی کھتاونی
ہوتی تھی۔ اس کے بعد محلات کا عنوان شروع ہوتا تھا جس میں صرف خاص کے متعلقہ
مور کا داخلہ ہوتا اور آخر پر متفرق کا عنوان تھا جس میں متفرق کاغذات درج ہوتے
تھے۔ مگر زمانہ مابعد میں اس کی پابندی موقوف ہوگئی تھی۔

یہاں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ عہد غفران مآب میں عموماً پروانہ کی کھتاونی
سیاہہ میں نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف اس کے متعلقہ سوال اور تجویز بند کے اندراج پر
اکتفا کیا جاتا تھا۔ زمانہ مابعد میں سند کی کھتاونی بھی ہونے لگی تھی۔

سیاہہ روزانہ ترتیب کے حد سے ماہوار سلسلہ تک پہونچ کر پورے سال کے
راحل طے کرنے کے بعد سیاہہ فلاں سنہ کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔

ہر سال کے سیاہہ میں ماہوار افراد کا بنڈل علحدہ علحدہ ہوتا تھا۔

دفتر مال میں سیاہہ موجود نہیں ہے مگر دفتر استیفاء میں سیاہہ موجود ہے۔

ادارجہ	رزولیوشن عـ۳۰ میں ادارجہ کی تعریف یہ ہوئی ہے "ادارجہ اسناد وہ کاغذ ہے جس میں تمام اس دن کے مجاریہ اسناد کی

کھتاؤنی ہوتی ہے" اور مؤلف بستان آصفی نے ادارجہ کو ایک حسابی کاغذ قرار دیکر لکھا ہے کہ "کھتاؤنی اس کو ادارجہ بھی کہتے ہیں مختلف مدات اور رقوبات تعلقات اس کے ذریعہ یکجا کرکے اس پر سے صدر گوشوارہ مرتب کیا جاتا تھا مگر یہ کھتاؤنی کتاب کے طور پر نہ تھی بلکہ جدا جدا پرچوں پر بقدر ضرورت لکھکر اس کو چاک کر دیا کرتے تھے"

ان دونوں تعریفوں کے قطع نظر جو بالکل از سرتا پا غلط ہیں مؤلف اعظم العطیات نے اس کی تعریف صحیح کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں "سررشتہ عطیات میں ادارجہ سے وہ کاغذ مراد ہے جس میں صرف عطایائے اراضی کی جھڑتی بطور جمع خرچ کے ہوتی ہے یہ کاغذ سال وار مرتب ہوتا ہے جس میں اول سالگذشتہ تک کے عطایا اراضی کے رقبہ بصراحت نام معاشدار و پرگنہ و قصبہ لکھا جاتا ہے جس کے بعد سال حال کے عطایا اراضی درج ہوتے ہیں اور سال حال کے ضبطیات بھی صراحت کے ساتھ اس میں بیان ہوتے ہیں اور بالآخر خالص تختہ بعد وضعات رقبہ ضبط شدہ دکھلایا جاتا ہے یہ کاغذ گویا باعتبار رقبہ جمع خرچ ہے صیغہ عطیات کا۔ اس کاغذ میں معاش دار کا نام اور قسم معاش اور نام مواضع اور رقبہ قطعات و وا نتلہ اسناد و نام معطی صراحت کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور ابتداءً سال عطا کا داخلہ بھی اس کاغذ سے ملتا ہے اور یہ عطا بھی اس کاغذ میں لکھی جاتی ہے" مگر اس رائے میں کسی قدر ترمیم کی ضرورت ہے کیونکہ ادارجہ کو رقبہ سے تعلق نہیں ہے اس سے کسی موضع کا رقبہ یا جاگیر کا رقبہ معلوم نہیں ہوسکتا اس لئے ادارجہ کی تعریف میرے رائے میں یہ ہوگی۔

ادارجہ اس رجسٹر کا نام ہے جس میں ہر سال صوبہ وار ہر موضع کے جمع کامل

مقررہ محاصل اراضی) کی مقدار اور اس کے تقسیم کی حالت درج ہوتی تھی اور یہ سال وار
ور صوبہ وار مرتب ہوتا تھا۔ اس کے اندراج کا طریقہ یہ تھا۔

اولاً کل صوبہ کی آمدنی ظاہر کی جاتی اس کے بعد اس صوبہ کے متعلقہ سرکار (ضلع)
ور پرگنہ (تعلقہ) کی صراحت مع جمع کامل کے بتائی جاتی اور پھر پرگنہ میں جس قدر معاش
جس حیثیت سے دی گئی ہے اس کی وضاحت مع اسناد متعلقہ ہوتی تھی۔ عموماً ہر سال
ہر صوبہ کا ادارجہ مرتب ہوتا تھا جس میں سال گذشتہ کے بموجب عمل ظاہر کیا جاتا اور جب
دوران سال میں جدید عطا ہوتی تو اس سال کے ادارجہ میں حرف عمل اس عطاء کا کر دیا
جاتا اور دوسرے سال کے ادارجہ میں اس جدید عطاء کا عمل بھی درج ہو جاتا۔

حرف عمل اس طرح ہوتا کہ "دریں دلا بموجب سند فلان جمع کامل فلان۔ بجاگیر
فلان مقرر گشتہ۔"

اسی طرح جب کوئی معاش ضبط ہوتی تو عمل ضبطی کا اظہار کر دیا جاتا تھا۔ اس سے
واضح ہو سکتا ہے کہ تبدیلی عمل ادارجہ مستلزم سند جدید ہے۔ ادارجہ میں عموماً صرف مقررہ
جمع کامل اراضی کا ذکر ہوتا تھا یعنی داخل از جمع اراضی کی صراحت ہوتی تھی خارج از جمع
اراضی کا داخلہ اکثر و بیشتر نہیں ہوتا۔ وطن کا داخلہ عموماً ادارجہ میں نہیں ہوتا مگر کبھی
دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ادارجوں میں کبھی تو مواضعات کی پوری صراحت ہوتی تھی
اور کبھی پوری صراحت مواضعات کی نہیں ہوتی تھی بلکہ مقررہ ایک موضع کا نام لکھا
جاتا تھا جو بحیثیت بڑے موضع ہونے کا سند میں مقدم لکھا جاتا۔

کیفیت جاگیر داران وانعام داران وغیرہ

زمانہ سابق میں کیفیت جاگیر داران وانعام داروں کے نام سے
ایک فہرست مرتب ہوتی تھی جس میں کبھی تو روئیت دار اور کبھی بلا
روئیت ہر صوبہ کے جاگیر داروں اور انعام داروں کے اسماء اور
ان کے معاشوں کی صراحت ہوتی تھی اور اکثر بیشتر سند عطا کا حوالہ بھی درج رہا کرتا

تھا۔ کبھی کبھی مواضعات کی بھی تفصیل ہوتی تھی۔ اسی طرح وطن داران کی فہرست کیفیت وطن داران سے موسوم ہوتی تھی اور رسوم کی رسوم داران سے علی ہذا یومیہ داروں کی فہرست کیفیت یومیہ داران سے موسوم تھی۔ وطن داران کے متعلق چند اور فہرست بھی ہیں یعنی کیفیت دیسکھیان اور رسوم دیسکھیان اور کیفیت مقطعہ داران وغیرہ کیفیت ضبطیات، کیفیت نذرانہ، کیفیت کمی و بیشی وغیرہ۔ یہ کیفیتیں بعض تو صوبہ وار اور سنہ وار مرتب ہوتے تھے اور کبھی ایک ایک فرد بھی۔ کیفیت کے عنوان سے بھی اس کی نوعیت معلوم ہو سکتی ہے مزید صراحت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی بعض فہرستیں بھی ہیں مثلاً فہرست عمالان اس میں کل عمالوں کے نام اُن کے متعلقہ پرگنوں کے ساتھ درج ہوا کرتے تھے۔

کیفیت جمع کامل	کیفیت جمع کامل کی مدد سے ادارجہ کی ترتیب عمل میں آئی تھی ان کیفیتوں میں مواضعات اور اُن کی جمع کامل اور معطیٰ لہٗ کا

نام بصراحت سند ہوتا تھا اور اسی قسم کی کیفیتوں میں داخلہ فوتی درج ہوتا تھا۔

جمع وخرچ	جمع وخرچ پرگنہ دار ہوتا تھا جس میں کل پرگنہ کا محاصل خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو درج ہوتا تھا اور اس کے بعد اخراجات

کی صراحت ہوتی تھی۔

جمع وخرچ اضلاع سے مرتب ہو کر بہ ثبت مہر تعلقدار دفتر دیوانی اور مال میں وصول ہوتے تھے ان کے ساتھ اسنادِ خرچ کا ہونا لازمی تھا۔

بعض جمع وخرچ میں جاگیرداروں اور انعام داروں کی معاش منہا کیجاتی تھی اس میں یومیہ داروں معمول داران وغیرہ کا اندراج بصراحت نام ہوا کرتا تھا۔

مداخل ومخارج	مدخل ومخارج ان حسابی کاغذات کا نام تھا جس میں کل سلطنت کے مداخل اور مخارج کا اندراج ہوتا تھا۔

مداخل میں یہ بتایا جاتا تھا کہ ہر تعلقدار یا عامل کے پاس سے کون کون مقبوضہ پرگنون کی کتنی رقم داخل ہوئی۔

مخارج میں اس امر کی صراحت ہوتی تھی کہ رقم کن کن کو دی گئی اور کیون عطا ہوئی۔ مداخل سے یہ صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی پرگنہ یا مواضعات کس شخص کی جاگیر میں مرحمت تھے یا تفویض میں کیون کہ تفویض کی رقم اور نذرانہ کی رقم سے اس کا ثبوت مل سکتا ہے۔

سبیل بند	سبیل بند موازنہ کا نام تھا حقیقی آمدنی اور خرچ کے پہلے جو حساب مرتب ہوتا وہ سبیل بند سے موسوم تھا۔
وصول باقی	وصول باقی میں دیہات کی رقم وصول اور باقی کی صراحت ہوتی تھی۔
دیہہ جھاڑہ	دیہہ جھاڑہ کے معنی مواضعات کی جھڑتی کے ہیں اس نام سے دفتر دیوانی میں ایک کتاب ہے جو ۱۱۸۶ھ ہجری میں لکھی گئی ہے

اس میں جملہ صوبہ جات دکن کے مواضعات کی تفصیل مع اُن کے جمع کامل کے درج ہے جس کا اندراج صوبہ وار سرکار وار اور پرگنہ وار ہوا ہے۔ کسی موضع کا جمع کامل کیا تھا اگر معلوم کرنے کی ضرورت ہو تو اس سے کافی مدد مل سکتی ہے۔ اس قسم کے متعدد کتابیں انڈیا آفس لندن میں بھی ہیں۔

دوسرے کاغذات جو اس نام سے موسوم ہیں اور جو دفاتر دیوانی اور مال و ملکی میں موجود ہیں یہ پرگنہ وار مواضعات کی فہرست ہے اور اس کے ساتھ یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ کس حیثیت سے تھا یعنی وہ کس کی جاگیر یا انعام یا مقطعہ میں شامل تھا یا بطور خالصہ تھا۔

ڈول	ڈول اس کاغذ کا نام تھا کہ جس میں قصبہ یا موضع کی زمین کی

حقیقت اور محاصل کو بتایا جاتا تھا۔

ڈول اور دیہہ جھاڑہ میں فرق یہ کہ دیہہ جھاڑہ میں مواضعات کی تفصیل اور اس کی حقیقت واضح کی جاتی تھی اور ڈول میں رقبہ زمین کی حقیقت اور تفصیل درج ہوتی تھی ۔ ڈول اکثر تلنگی اور مرہٹی میں مرتب ہوتے تھے کیوں کہ ان کی ترتیب دیہات میں ہوتی تھی اور بعد ترتیب یہ دفاتر میں آتے تھے ۔

قول، قبولیت، چلکہ، اقرار نامہ، قول وہ وثیقہ کاغذ ہے جس کے ذریعہ کسی کو مقطعہ جات وغیرہ کا اجارہ دیا جاتا تھا۔ قول میں یہ بیان کیا جاتا کہ کس موضع یا مقطعہ کے متعلق قول دیا گیا ہے اور کس قدر رقم پر اور کس سنہ سے اور کس مدت کے لئے ۔ بعض قول میں مدت کا تعین نہیں ہوتا تھا تاہم ان کا اثر دوامی نہیں ہوتا تا وقتیکہ دوام کے الفاظ مندرج نہ ہوں ۔

جس شخص کو قول دیا جاتا تھا اس کی جانب سے جو کاغذ اس قول کے قبول کرنیکا (قول کے لینے کا) پیش ہوتا اس کو قبولیت کہتے تھے جس میں اس امر کا اقرار ہوتا تھا کہ مواضعات یا مقطعاجات وغیرہ اس قدر رقم پر قول پر لیا گیا ہے اور سال بسال اس قدر رقم داخل خزانہ کی جائیگی ۔ بعض دفعہ قبولیت پہلے پیش ہوتی تھی جس پر "سند بدہند" کا حکم ہوتا تھا ۔

چلکہ ایسے کاغذ کا نام ہے جس میں کسی امر کا اقرار کیا گیا ہو مثلاً نگہداشت فوج کے متعلق کہ اس قدر فوج رکھی جائیگی یا مثلاً نذرانہ کا اقرار کہ اس قدر نذرانہ داخل کیا جائیگا یا کسی اور شخص کی طرف سے بطور ضمانت کہ وہ متعلقہ رقم اقرار کنندہ ادا کرے گا ۔

اقرار نامہ بھی اسی قسم کا کاغذ ہے ۔ بعض میں اقرار کا لفظ ہوتا تھا اور بعض میں چلکہ کے الفاظ اور بعض میں دونوں الفاظ مذکور نہیں ہوتے مگر ان کو

چلکہ یا اقرار نامہ ہی کھا جاتا تھا۔

فارغخطی فارغخطی وہ کاغذ تھا جس کے ذریعہ مواضعات یا خدمت وغیرہ کی دست برداری کی جاتی تھی اگر کسی کو قول یا تعہد یا اجارہ وغیرہ آئندہ کے لئے منظور نہ ہوتا تو وہ ایک کاغذ پیش کرتا جس کو فارغخطی کہتے تھے اس کاغذ کے منظور ہونے پر اس کا عمل دخل باقی نہیں رہتا اور دوسرے شخص کو تعہد یا اجارہ وغیرہ دیدیا جاتا تھا۔

پٹرک پٹرک وہ کاغذ کہلاتا تھا جس میں صرف اراضی عطیات کا داخلہ بصراحت رقبہ کیا جاتا تھا۔ چوں کہ یہ عموماً دیہات میں مرتب ہوتا تھا اس لئے تلنگی یا مرہٹی میں ہوتا تھا اور وہاں سے دفتر دیوانی و مال میں آیا کرتا تھا۔

ڈول اور پٹرک میں فرق یہ ہے کہ ڈول میں کل موضع کا رقبہ خواہ وہ خالصہ ہو یا جاگیر انعام وغیرہ داخلہ ہوتا اور پٹرک میں صرف جاگیر انعام وغیرہ کا۔ خالصہ کے رقبہ سے اس کو بحث نہ تھی۔

چکبندی چکبندی وہ کاغذ ہے جس میں مواضعات یا اراضی کے حدود مندرج ہوتے تھے اور یہ دفتر قانون گوئی سے متعلق تھا۔ اس کاغذ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر شخص کی متعلقہ اراضی کے حدود کیا تھے۔ عموماً یہ بھی دیہات میں مرتب ہوتا اس لئے مرہٹی یا تلنگی ہوتا تھا۔

منتخب اس تختہ کا نام ہے جو زمانۂ موجودہ میں بعد دریافت جاگیر و انعام و منصب دار معاش دار کو ملا کرتا ہے یعنی اب زمانۂ سابق کی طرح سند کی تجدید نہیں ہوتی بلکہ اس کے بجائے منتخبہ دیا جاتا ہے جس کی نقل دفتر مال میں جاتی ہے۔

فرمان	زمانہ سابق میں فرمان کے نام سے کوئی کاغذ عہد آصفیہ میں جاری نہیں ہوتا تھا بلکہ سلطنت مغلیہ سے متعلق ہے۔ فرمان بھی سند یا پروانہ

کے اقسام میں داخل ہے اس کے ذریعہ معاش عطاء ہوتی تھی۔

برآوردات	مختار الملک کے ابتدائی زمانہ سے برآوردات کا رواج ہوگیا تھا جس میں ملازمین کی تنخواہ کی صراحت ہوتی تھی۔
فیصلہ ایلیس و چیانبر راؤ وغیرہ	زمانہ سابق میں کمشنر انعام کی حیثیت سے ایلیس اور چیانبر راؤ کے فیصلے صادر ہوئے ہیں اسی طرح صدرلین کے فیصلے بھی انعام کے متعلق ہوئے ہیں جو معاش کی تصدیق میں کام آتے

ہیں۔ ٹیلر کے تختے بھی اسی کام کے لئے مختص ہیں۔ ان لوگوں نے سرکار عالی کے بعض اضلاع میں کمشنر انعام کی حیثیت سے کام کیا تھا جس کی صراحت آگے آتی ہے۔

طریقہ کارروائی زمانہ سابق

میں اس باب میں اس امر کی صراحت کروں گا کہ زمانہ سابق میں معاش کے عطا کے متعلق کیا طریقہ تھا اور وہ کس طرح عطا ہوتی تھی اور دفتری کاروبار کے کیا قواعد تھے۔ میں یہ بیان کرچکا ہوں کہ عطا کی دو قسمیں تھیں۔ یعنی خدمات کی عطاء یا معاش کی عطاء (خواہ کسی حیثیت کی ہو) ہر حالت میں اولاً سوال پیش ہوتا تھا اور منظور ہونے پر (یعنی بعد شرح) سیاہہ میں اس کی کھتاؤنی اسی روز ہوتی جس روز کہ شرح درج ہوتی اس کے بعد دفتر سے کیفیت یعنی تجویز بند پیش ہوتا اور منظور ہونے کے بعد اس کی کھتاؤنی بھی سیاہہ میں لی جاتی اور اس کے بعد مسودہ سند مرتب ہو کر ملاحظہ کے لئے جاتا تھا۔ جو مسودہ دستخط کے لئے روانہ ہوتا اس کی ایک

نقل دفتر دیوانی یا مال میں رکھ لی جاتی اور وہی کاغذات دفاتر میں مسودہ سند کے نام سے موسوم ہے وگرنہ یہ اصل مسودہ نہیں ہوتا بلکہ اصل مسودہ کی نقل ہوتی ہے۔ مسودہ سند کی منظوری معطی سے ہونے کے بعد یہ مسودہ دارالانشاء کو تبیض کے لئے جاتا تھا جہاں اس کی تبیض ہوتی تھی اور اصل مسودہ وہاں رکھ لیا جاتا تھا اور صاف شدہ سند معطی مقتدر کے پاس بغرض مہر و دستخط روانہ کیجاتی بعد دستخط و مہر یہ سند پھر دفتر دیوانی یا مال میں بھیجی جاتی جہاں اُس وقت تین کام ہوتے۔

(۱) سند کی کھتاؤنی سیاہہ میں کیجاتی۔

(۲) مسودہ سند موجودہ دفتر کی پشت پر اجرائی کی تاریخ لکھدی جاتی۔

(۳) اس کے بعد اصل سند کی ایک نقل لی جاتی اور اس کے ناصیہ پر تاریخ اخذ نقل لکھدی جاتی اور اصل سند کی پشت پر نقل لینے کی تاریخ اور عبارت کے نیچے دستخط کے قریب تاریخ اجرائی سند لکھدی جاتی اور تحریر لیکر سند معطی لہ کے حوالہ کیجاتی۔

یابندہ سند پر لازم تھا کہ اس سند کو دفتر استیفاء میں پیش کرے جہاں پر اس کی ایک نقل لی جاتی اور اس کے ناصیہ پر تاریخ اخذ نقل استیفاء درج کیجاتی اور اصل سند کی پشت پر وہی تاریخ تحریر کیجاتی۔ یہ سند دفتر استیفاء میں اکثر تو دوسرے تیسرے دن پیش ہوجاتی تھی مگر بعض دفعہ مہینوں بلکہ کبھی تو برسوں کے بعد پیش ہوتی تھی۔

دفتر استیفاء کے سیاہہ میں اس سند کا اندراج ہوجاتا تھا۔

اجرائی سند کے ساتھ ساتھ اجرائی احکام (عنایت نامہ یا نوازش نامہ وغیرہ) کی بھی ضرورت تھی کیوں کہ قبضہ دلانے کے لئے تعلقدار یا عامل کے نام پر سرکاری حکم کا جانا ضروری تھا۔

اس طرح سند کے عطا کرنے کی کارروائی ختم ہوجاتی تھی مگر دفتر میں اس کے

متعلق دیگر امور باقی رہتے تھے یعنی اگر معاش جاگیر یا انعام ہو تو سالانہ ادارجہ میں اس کا اندراج ادر کیفیت جاگیرداران وغیرہ میں اس کی صراحت ہوتی تھی جیساکہ ذکر کیا گیا ہے کیفیت جمع کامل سے ادارجہ کی ترتیب ہوتی تھی۔ دفتر استیفاء میں بھی اس کے متعلق ادارجہ اور کیفیت جاگیرداران مرتب ہوتے تھے جاگیر اور انعام وغیرہ کے متعلق تو صرف ضبطی کے بعد تجدید سند کی ضرورت ہوتی تھی مگر یومیہ داروں کو ہر سال احکام حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔

ضبطی کے وجوہات اکثر وبیشتر حسب ذیل ہوتے تھے۔

(۱) معطی لہٗ کا انتقال کرجانا۔

(۲) معطی لہٗ کا نذرانہ ادا نہ کرنا۔

(۳) معطی کا ناراض ہوجانا۔

اس کے بعد حسابات میں ان کا داخلہ ہوتا یعنی اگر عطاء بحیثیت نقدی ہے تو ہر سال کی جمع وخرچ میں اس کا اندراج ہوا کرتا۔ اگر اراضی خارج از جمع ہے تو ڈول پترک میں اس کا داخلہ آیا کرتا اور اگر داخل از جمع ہے تو دیہہ جھاڑہ اور کبھی جمع وخرچ میں بھی اس کی صراحت ہوجاتی۔ اگر عطاء بصورت تفویض ہے تو مداخل اور مخارج میں اس کا اندراج ہونا ضروری تھا۔

اس تفصیل سے واضح ہوسکتا ہے کہ زمانۂ سابق میں عطایا کے متعلق کس قدر باقاعدہ اور شائستہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا اور کس طرح متعدد کاغذات سے اس کی تصدیق اور توثیق کی جاسکتی ہے۔

اقسام سند اور الفاظ سند

اب اس امر کی صراحت کی جاتی ہے کہ سند کے کتنے اقسام ہیں اور ان کے

الفاظ کیا کیا ہیں اور ان سے کیا امور استنباط کئے جا سکتے ہیں۔ سند کی پانچ قسمیں ہیں۔

سند بمہر خاص[1]۔ سند نیابت دیوانی[2]۔ سند بیاضی مزین بمہر خاص[3]۔ سند دو مہری[4]
سند بصراحت نام دیوان یا پیشکار[5]۔

سند بمہر خاص	جو بادشاہ وقت کے خاص مہر اور دستخط سے جاری ہوتی تھی اس کو سند بمہر خاص کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔
سند بمہر نیابت دیوانی	اسی طرح جو سند دیوان وقت کی مہر اور دستخط سے جاری ہوتی تھی اس کو سند بمہر نیابت دیوانی کہتے تھے۔
سند بیاضی	سند بیاضی کی وجہ تسمیہ لفظ بیض سے پائی جاتی ہے جو غفران مآب آصفجاہ ثانی کی علامت دستخط تھی۔ چونکہ آپ

مسودہ سند کے ناصیہ پر صاد اور آخر میں ایک خاص علامت فرمادیا کرتے تھے اسی طرح مبیضہ سند کے ناصیہ پر مہر خاص ہوتی تھی اور آخر پر بجائے دستخط کے لفظ بیض لکھا جاتا تھا۔ غرض کہ اس لحاظ سے سند بیاضی کی تعریف بالکلیہ یہ ہوتی ہے جو سند بمہر خاص حضرت غفران مآب جاری ہوتی ہو۔ مگر اس کے بعد زمانہ مابعد کے اسناد مہریہ بمہر خاص اسی نام سے موسوم ہو گئے۔

حضرت غفران مآب کے بعد اگرچہ منیر الملک بہادر اور راجہ چندو لعل بہادر وغیرہ نے بھی دستخط میں لفظ بیض استعمال کیا ہے مگر یہ اسناد بیاضی نہیں کہے جا سکتے بلکہ اسناد بمہر نیابت دیوانی ہیں۔

عہد مغلیہ کے اسناد بھی اسی نام سے موسوم ہیں اس کی صحیح وجہ ہنوز تحقیق طلب ہے۔ جس کی یہاں صراحت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سند دو مہری	سند دو مہری کی تعریف مؤلف اعظم العطیات نے حسب ذیل کی ہے

"یہ وہ سند ہے کہ جو کہ دو معطیان مقتدر کے مواہیر سے کسی عطایائے اراضی یا نقدی کے بابت جاری ہوئی ہو"

مگر میری رائے میں سند دو مہری وہ سند ہے جو بادشاہ وقت اور دیوان وقت کی مہر سے دی جائے۔

تعریف اول الذکر اس لحاظ سے صحیح نہیں ہو سکتی کہ یہ زمانۂ وزارت نواب منیر الملک بہادر وہ اپنی مہر سے اسناد جاری کرتے تھے اور راجہ چندو لعل پیشکار بھی اس کے مجاز تھے۔ اب اگر کوئی سند ان دو اشخاص کی مہر سے جاری ہو کیونکہ یہ دونوں معطی مقتدر تھے تو یہ سند دو مہری نہیں کہلا سکتی۔

اس سند کا طریقۂ ترتیب یہ تھا کہ ناصیہ سند پر بالائی حصہ میں خاص بادشاہ کی مہر جو بلحاظ حجم بڑی ہوتی کر دی جاتی اور اس کے نیچے تھوڑے فاصلہ پر مدار المہام (دیوان) کی مہر جو بلحاظ حجم سابقہ مہر سے چھوٹی ہوتی جاتی تھی اور عبارت کے اختتام پر مدار المہام کی دستخط ہوتی تھی۔

سند بصراحت نام دیوان وغیرہ

نیابت دیوانی کی مہر کے علاوہ سند کی ایک قسم یہ بھی تھی کہ وہ دیوان یا پیشکار کے نام سے ساتھ ہو مثلاً سند بمہر چندو لعل سند بمہر منیر الملک وغیرہ۔

دیگر اسناد

چند اور اقسام کے اسناد ہیں جو سلطنت آصفیہ کی جانب سے جاری نہیں ہوئے مگر اکثر وہ معاش داروں کے پاس موجود ہیں مثلاً سند بارہ برجی جو سلطنت قطب شاہیہ کے زمانہ میں جاری ہوتی تھی اور اس سند پر جو مہر ثبت کی جاتی تھی اس میں بارہ اماموں کے نام سند کے اطراف ہوتے تھے اس لئے اس نام سے اس کو موسوم کیا گیا تھا۔

عالمگیری مہر بھی اسی قسم کی ہوتی تھی مگر اس میں بجائے اماموں کے نام کے

اُن کے آباواجداد کا نام درج ہوتا تھا۔

سند پیشوا وغیرہ جو سلطنت پونہ کی جانب سے عطا ہوتی تھی۔

اب اُن الفاظ سے بحث کی جاتی ہے جو اسناد میں مندرج ہوتے تھے سند کے عام الفاظ تو گذر چکے ہیں مگر خاص خاص الفاظ جن کے خاص خاص معنی لئے جاتے تھے وہ یہاں بیان کئے جاتے ہیں الفاظ کی صراحت حسب ذیل ہے۔

(۱) نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً

(۲) بافرزندان نسلاً بعد نسلاً بطناً بعد بطناً

(۳) بافرزندان

(۴) بااولاد واحفاد

(۵) علی الدوام

(۶) بامتعلقان

(۷) معہ فرزندان ومتعلقان

(۸) بلاقید اسامی

(۹) بافرزندان بلاقید اسامی

(۱۰) باولاد واحفاد بلاقید اسامی

(۱۱) عہدہ

(۱۲) تن

(۱۳) تنخواہ گشتہ

(۱۴) مفوضہ گشتہ

(۱۵) بعنوان اجارہ

(۱۶) بعنوان امانی

(١٧) سپرد

(١٨) بالمقطعہ

(١٩) تفویض یافتہ

(٢٠) ظاہرہ

(٢١) گذاشت

(٢٢) الواب سوراج

(٢٣) الواب چوتھہ

(٢۴) بحال پائیناجی

(٢۵) بحال پائیباقی

(٢٦) تاقیام شمس وقمر

(٢٧) ایام شمسی وقمری

(٢٨) حسب حال بحال

(٢٩) بحال

میں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ عطا کی مختلف قسمیں تھی اسی طرح ان اسناد کے لئے الفاظ بھی مخصوص ہوا کرتے تھے بعض الفاظ ایسے تھے جو جاگیر اور انعام دونوں اسناد میں ہوتے اور بعض ایسے ہیں جو خاص انعام کے ساتھ مخصوص ہین جاگیر کے اسناد میں ان الفاظ کا ذکر نہیں ہوتا اور بعض الفاظ خاص تفویض کے اسناد کے ساتھ مخصوص ہیں اور بعض خاص یومیہ اور سالیانہ یکساتھ اب ان کی تفصیلی صراحت کی جاتی ہے۔

نسلاً[١] بعد نسلاً۔ بطناً بعد بطناً[٢]۔ علی الدوام[٣]۔ تا قیام شمس القمر۔

یہ الفاظ جس سند میں آئے ان کے معنی ہمیشہ کے ہیں یعنی وہ معاش یا بندہ سند کے نسل میں ہمیشہ باقی رہیگی۔ بشرطیکہ معطی لہ کے وراثت کا سلسلہ جاری رہے۔ انعام اور جاگیر یومیہ کی اسناد میں ان کا اندراج ہوا ہے تفویض وطن وغیرہ میں ان کا اندراج نہیں ہوتا اوّل الذکر لفظ بعض مرتبہ علیٰحدہ استعمال ہوا ہے یعنی صرف نسلاً بعد نسلاً ذکر ہوا ہے اور کبھی دونوں ملکر لیکن بطناً بعد بطناً اکثر علیحدہ مستعمل نہیں ہوا ہے آخرالذکر دونوں الفاظ نہایت کم مستعمل ہوئے ہیں۔ اور یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جہاں صرف نسلاً بعد نسلاً مذکور ہے وہاں صرف اولاد ذکور مراد ہے یعنی وہ معاش صرف اولاد ذکور میں رہیگی اور یا بندہ سند کے لڑکوں کو اور ان کی اولاد کو اس کا حق ہوگا۔ اور لڑکیوں کو اس کا استحقاق نہ ہوگا اور اسی طرح بطناً بعد بطناً سے اولاد اناث مقصود ہے یعنی جہاں یہ ذکر ہو تو یا بندہ سند کی اولاد اناث مقصود ہے اور جہاں دونوں ہوں تو وہاں دونوں مقصود۔

با فرزندان — با فرزندان جس کا منشاء لڑکوں سے ہے جہاں اسناد جاگیر اور انعام میں ذات کے ساتھ با فرزندان ذکر آیا ہے اس سے یہ منشاء ہے کہ یا بندہ سند اور اس کے لڑکے اس معاش سے متمتع ہو سکتے ہیں یعنی وہ ایک نسل تک باقی رہیگی۔ بعض جگہ با فرزندان نسلاً بعد نسلاً کا ذکر ہوا ہے اس سے یہ مقصود ہے کہ اس معاش میں یا بندہ سند کے ساتھ اس کے لڑکے بھی شامل ہیں اور وہ پھر ان کی اولاد میں باقی رہیگی۔

اولاد واحفاد — اولاد سے منشاء لڑکوں اور ان کی اولاد سے ہے اور احفاد سے مراد لڑکیوں اور ان کی اولاد سے ہے جب کسی سند میں اولاد و احفاد کا ذکر ہو تو وہ معاش یا بندہ سند کے بعد اُس کی اولاد ذکور اور اناث میں جاری رہیگی یعنی پوتروں کی طرح نواسے بھی اس سے مستفید ہونگے۔

یہ الفاظ بھی اسناد جاگیر انعام اور یومیہ مقطعہ میں بھی مذکور ہیں لیکن وطن تفویض میں نہیں ہوتے ۔

متعلقان	لفظ متعلقان کے متعلق مؤلف اعظم العطیات نے حسب ذیل صراحت کی ہے ۔

"جس سند میں متعلقان کے الفاظ ہوں وہ عطاء خاص ہوگی متعلقان ہی کے ساتھ اور متعلقان سے زوجہ مراد ہے اور بلحاظ تعلق بعض وقت دختر بھی متعلقان میں سمجھی جائیگی"۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ متعلقان دو معنوں میں مستعمل ہوا ہے کبھی بمعنی خاص زوجہ اور کبھی بمعنی عام وابستگان ۔

بسا اوقات ربط عبارت وحالات سے اس کا انکشاف بھی ہوجاتا ہے کہ منشا خاص کیا تھا ۔

بلا قید اساحی	بلا قید اساحی اور بلا قید اساحی وقسمت اسناد میں مذکور ہوا ہے اور بعض دفعہ با فرزندان بلا قید اساحی اور کبھی با اولاد واحفاد

بلا قید اساحی کا ذکر ہوا ہے ان الفاظ کا یہ منشاء ہے کہ معاش کسی خاص شخص کے نام پر تخصیص جاری نہیں کی گئی بلکہ بلاتقسیم ۔ جب تک کوئی بھی زندہ رہے سالم معاش جاری رہیگی ۔

تن	اکثر اسناد میں لفظ تن ذکر کیا گیا ہے یہ لفظ تن جاگیر ذات اور جاگیر تنخواہ دونوں میں استعمال کیا گیا ہے اس کے متعلق مؤلف

اعظم العطیات نے حسب ذیل صراحت کی ہے ۔

"جس سند میں الفاظ تن شدہ مندرج ہوں یا انعام ذات یا جاگیر ذات کے لفظ لکھے جاویں تو ان الفاظ کے مرادی معنی حین حیات کے ہیں یعنی ایسی عطا جسکی

سند میں الفاظ متذکرۂ بالا لکھے گئے ہوں حین حیاتی عطا سمجھی جائیگی"۔ تن شدہ تنخواہ کا مخفف ہے اور تن شدہ سے معاش دوامی مراد نہیں لی جاسکتی بلکہ بطن مابعد میں تجدید سند لازمی ہے"۔

عہد قدیم میں جاگیر دار کے مرنے پر عموماً جاگیر ضبط ہو جاتی تھی اور کبھی اُس کے وارث کی درخواست پر بحال کر دی جاتی اور کبھی بالکل غیر شخص کو دیدی جاتی۔

اس لحاظ سے لفظ تن کو تابع ماقبل تصور کرنا چاہیئے اگر سند میں الفاظ جاگیر ذات فلاں تن شدہ ہو تو وہ سند جاگیر ذات فلاں شخص تصور ہوگی اور اگر سند میں الفاظ در تنخواہ ذات جمعیت فلاں تن شدہ ہو تو وہ سند تنخواہ جاگیر سمجھی جائیگی۔ یہاں یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ جب لفظ تن کے معنی تنخواہ کے ہیں تو پھر جاگیر ذات کے اسناد میں کیوں اس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے سیاق عبارت اسناد سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے اور طرز عمل سابق بھی اس کی توثیق کرتا ہے کہ جاگیر ذات بھی ایک قسم کی تنخواہ جاگیر تھی جو بجائے رقم نقد کے محاصل جاگیر سے عطا ہوتی تھی یہی وجہ تھی جس کے باعث جاگیر دار کے مرنے پر عموماً جاگیر ضبط ہو جاتی تھی۔

غرض کہ اس صراحت سے واضح ہوسکتا ہے کہ لفظ تن شدہ کے معنی تنخواہ شدہ کے ہیں جو غیر دوامی ہے۔ اسی طرح جاگیر تنخواہ میں تنخواہ گشتہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں یہ بھی غیر دوام ہے۔

عہدہ لفظ عہدہ کا استعمال جاگیر ذات یا انعام میں نہیں ہوتا بلکہ جاگیر نگہداشت جمعیت اور تفویض میں ہوتا ہے عام ازیں وہ بعنوان تعہد دی گئی ہو یا بعنوان امانی و اجارہ۔ جو مواضعات بعوض تنخواہ دئے گئے ہیں ان میں بھی لفظ عہدہ اور تفویض دونوں استعمال ہوئے ہیں۔ غرض کہ سوائے

جاگیر ذات اور انعام کے بقیہ جاگیرات اور تفویض میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح تفویض کے اسناد میں مفوضہ گشتہ کے الفاظ مذکور ہوئے ہیں جو اس معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ اور اسی تفویض کے الفاظ بعنوان امانی۔ بعنوان اجارہ و تعہد اور سپرد بالمقطعہ ہیں جس سے مقصود یہ ہوتا تھا مقررہ رقم محاصل سرکار میں ہر سال داخل کیا کریں۔

البتہ اجارہ اور تعہد میں میعاد مقرر ہوتی تھی دیگر اقسام میں کوئی معین مدت مقرر نہیں ہوتی تھی اس لحاظ سے یہ معاش کبھی تو سالہا سال ایک ہی شخص سے متعلق رہتی تھی اور کبھی کئی کئی مرتبہ تبدیل ہو جاتی تھی۔

ظاہرہ — یہ لفظ اکثر ادارجوں میں مستعمل ہوا ہے جس کے یہ معنی تھے جس سند کی رو سے یہ عمل کیا گیا ہے وہ دفتر کے علم میں نہیں ہے مگر جاری ہونا یقینی ہے۔

گزاشت — گزاشت کے جو اصلی معنی چھوڑ دینے کے ہیں وہی معنی اسنادی کاغذات میں بھی ہیں۔ جو مواضعات کسی کی گزاشت سے کسی دوسرے کو دئے جاتے تھے یا سرکار اپنی گزاشت سے کسی کو جاگیر یا انعام عطا کرتی تو وہاں ازگزاشت فلان بہ فلان کے الفاظ لکھے جاتے تھے۔ اکثر اوقات معطی لہٗ کی زندگی میں اس کے معروضہ پر ان کی اولاد کو عطا کر دی جاتی تو بھی ازگزاشت فلان بہ فلان کے الفاظ ہوتے تھے۔

ابواب سوراج — سوراج کے معنی پونہ کے راج کے ہیں ابواب سوراج سے مقصود رقوبات متعلقہ سوراج کے ہیں جس میں رقم چوتھ کا ہدا نہ سا ہوتری داخل تھے اور یہ پیشوا کو دئے جاتے تھے۔

ابواب چوتھ — جس کی صراحت قبل ازیں گزر چکی ہے یعنی چہارم حصہ آمدنی جو اولاً

پیشوا کو دیا جاتا تھا۔

ابواب سہ بندی صادر	ابواب سہ بندی اور صادر سے وہ رقم مراد ہے جو زمانۂ سابق میں دفاتر کے خرچ اور لوکل فنڈ کے لئے لی جاتی تھی۔
ابواب کلالی و سینڈہی	ابواب کلالی اور سینڈہی سے مراد آبکاری ہے۔
خارج از جمع	خارج از جمع وہ زمین جس پر کوئی سرکاری لگان مقرر نہ ہو یعنی جس کا جمع کامل مشخص نہ ہو۔
داخل از جمع	اس کے برعکس یعنی جس پر سرکاری لگان مقرر ہو یا یوں کہ جمع کامل مشخص ہو۔
محال پائے باقی	قبل ازیں یہ گزر چکا ہے کہ جاگیر دار کے مرنے پر اس کی جاگیر ضبط کر لی جاتی تھی پس ایسی ضبط شدہ جاگیر کو محال پائے باقی کہتے تھے۔
محال پائے نامی	اور اگر ضبط نہ ہو بلکہ ایک جاگیر دار کے مرنے پر دوسرے شخص کی جاگیر میں دیدی جائے تو اس کو محال پائے نامی کہتے ہیں۔
ایام شمسی و قمری	یومیہ چونکہ روزآنہ نہیں دیا جاتا بلکہ سہ ماہی یا ششماہی تقسیم ہوتا تھا اس لئے ہلالی اور شمسی حساب کے تفاوت کے لحاظ سے چند روز کا یومیہ وضع کر دیا جاتا اور وضعات ایام شمسی و قمری کہلاتے تھے۔
مان و پان	یہ ایک دیہی اعزاز تھا یعنی پھول و پان تقسیم کرنا جو وطن دار کو دیا جاتا تھا اور اسناد میں اس کی صراحت ہوتی تھی۔
پاو بالا	پاو بالا کے معنی پاؤ آنہ کے ہیں اسناد میں پائی نہیں لکھی جاتی تھی

بلکہ پاؤ بالا لکھا جاتا تھا مثلاً شش آنہ پاؤ بالا یعنی (۶ ر ۳ ہر)۔

شالی زار	مزروعہ زمین کی قسم جہاں اچھی کاشت ہوتی تھی۔
جمع کامل	اس رقم موضع کو کہتے ہیں جو سرکار نے محاصل مقرر کر دیا ہو۔ یہ جمع کامل عالمگیر کے زمانہ کا مقرر کردہ ہے اس سے اراضی

کی آمدنی مالگزاری وغیرہ مراد ہے۔

حال حاصل	حال حاصل اُس رقم کو کہتے ہیں جو اُس زمانہ میں محاصل سے وصول ہوتا تھا۔

عطایا کی ابتدا اور اختتام	یہ ہم نے بتا دیا ہے کہ سلطنت آصفیہ میں عطایا کی ابتداء حضرت آصفجاہ اوّل کے عہد سے ہوئی اور اس کے آغاز کی وجہ بھی ظاہر کر دی ہے۔ حضرت آصف جاہ کے زمانہ میں جن ممتاز لوگوں کو عطائے سلطانی

ہوئی اُس کے تین اقسام ہیں:۔

(۱) وہ سپہ سالار اور امراء جنھوں نے آصف جاہ اوّل کا ساتھ دیا اور سفر وحضر میں آپ کی ہمرکابی کا شرف رکھتے تھے، میدان جنگ میں وہ کارنمایاں انجام دئے کہ ان کی وفاداری اور ولاوری سے فتح وکامیابی حاصل ہوئی۔

(۲) وہ لوگ جو دکن کے متوطن تھے سلاطین قطب شاہی اور مغلیہ عہد میں انعامات وطن داری وغیرہ سے سرفراز تھے، آصفجاہ نے دکن آنے پر انھوں نے آصفجاہ کا خیر مقدم کیا۔ اُن سے سرکشی نہیں کی بلکہ ہر طرح اعانت وامداد پر آمادہ تھے، حضرت آصفجاہ نے ایسے لوگوں کو بھی عطیات شاہی سے سرفراز فرمایا اور

ان کے سابقہ عطایا کو بحال اور برقرار رکھا۔

(۴) وہ لوگ جو کسی خاص وجہ سے امداد کے مستحق تھے یا عطائے سلطانی پانے کے حقدار تھے، مثلاً علماء، صوفیاء، پنڈت، شاستری، حکماء، طالب علم، مسجدیں، درگاہیں، دیولین، دیہرم سالے، خانقاہیں وغیرہ [۱]

آصف جاہ اول کے عطایا کی ابتدا ۱۱۳۵ فصلی مطابق ۱۱۳۶ھ ہجری سے پائی گئی ہے آپ کے زمانہ کی سب سے پہلی عطا جو بصورت جاگیر ہوئی وہ ۱۱۳۸ھ ہجری میں ہوئی اور دیسمکھی کی پہلی سند ۱۱۴۲ فصلی (۱۱۴۵ ہجری) میں جاری ہوئی۔ امدادی یومیہ معمول الانعام وغیرہ کی پہلی دستیاب شدہ سند ۱۱۳۸ھ ہجری کی مجریہ ہے۔

آصفجاہ اول کے عطیات شاہی کا سلسلہ آپ کی حیات تک باقی رہا ہے (۱۱۶۱ھ ہجری) آصف جاہ اول کے بعد ناصر جنگ کی چند سالہ مظفر جنگ کی چند ماہی حکومت میں بھی عطایا ہوئے۔ صلابت جنگ اور آصف جاہ ثانی کے زمانہ میں عطایا کا سلسلہ بدستور سابق جاری رہا چوں کہ آصفجاہ ثانی کا دور حکومت (۴۲) سال کا ایک طویل زمانہ ہے اس لئے اس عہد کے عطایا بھی زیادہ ہیں۔ ان عطایا میں اُن لوگوں کے علاوہ جن کا ذکر صفحات ماقبل میں ہوچکا ہے ایک گروہ ایسی پابندہ معاش کا بھی ہے جن کے باپ اصل پابندہ معاش تھے اور ورثتاً ان کی اولاد کو معاش عطا کی گئی تھی۔

آصفجاہ ثالث اور پھر آصفجاہ رابع کے عہد میں تو عطایا بڑی فراخدلی سے ہوتے رہے ہیں۔

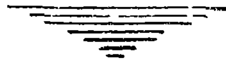
اس زمانہ کے عطایا سے مستفید ہونے والے وہ اصحاب نہیں تھے جنھوں نے میدان جنگ میں داد شجاعت دیکر دلاوری اور فتح مندی کے نقارے بجائے تھے اور اپنی وفاداری اور جان نثاری کا سکہ بٹھا دیا تھا بلکہ اکثر و بیشتر یہ لوگ ان بہادروں

اور سوبہ داروں کی اولاد یا متعلقین تھے یا وہ اصحاب تھے جو کسی نہ کسی وجہ سے دربار میں رسوخ حاصل کر کے پرگنوں اور دیہات کے ٹھیکہ دار بن گئے تھے۔ اس کے علاوہ مہاراجہ چندولعل کی شہرۂ آفاق داد و دہش سے بھی اس زمانہ کے عطایا میں بیشی ہوتی گئی۔

اسی سلسلہ میں اس امر کی صراحت بھی نامناسب نہیں ہے کہ سلطنت آصفیہ میں ابتدائی زمانہ سے قطع نظر کر کے یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ آصف جاہ ثانی کے عہد سے دیوان وقت بھی اس امر کے مجاز ہو گئے تھے کہ وہ باختیار خود معاش جاری کر سکتے تھے چنانچہ اسی وجہ سے معطیئن مقتدر کی فہرست میں سلاطین آصفیہ کے ساتھ ساتھ وزراء کا نام بھی شریک ہے۔[1]

آصفجاہ خامس اور آصفجاہ سادس کے عہد میں جدید عطایا کا سلسلہ تقریباً موقوف ہو گیا لیکن قدیم معاشوں کی بحالی ورثاً ہوتی رہی۔

اراضی کی عطا بصورت جاگیر جو جدید طور پر عطا ہوئی ہے اس کی سب سے آخری سند غفران مکان (میر محبوب علی خان) کے عہد یعنی ۱۳۰۰ھ ہجری میں جاری ہوئی ہے البتہ تجدید کی حد تک جو معاش جاگیر کی نوعیت کی ہے اس کی آخری سند ۲۷ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ ہجری میں جاری ہوئی ہے وطن کی سند ۱۳۲۱ھ ہجری میں جاری ہوئی ہے نقدی معاش کی آخری سند ۱۳۲۳ھ ہجری کو جاری ہوئی ہے[2] اس کے بعد کوئی سند جاری نہیں ہوئی۔



[1] [2] کاغذات دفتر [illegible]۔

سررشتہ تحقیقات معاش

جب معاشوں کی عطا کا سلسلہ جاری رہے تو اس کے ساتھ یہ امر ناگزیر ہے کہ ان کی تحقیقات اور وراثت کا طریقہ جاری ہو، کیوں کہ مغلیہ عہد میں اکثر و بیشتر باپ کی خدمت اور جاگیر اولاد اکبر کو ملتی رہی ہے۔ چوں کہ دولت آصفی کے تمام امور نظم و نسق سلطنت مغلیہ کے اصول پر تھے اس لئے یہاں بھی وہی طریقہ جاری ہوگیا۔ اس طرح تحقیقات معاش کا طریقہ مروج ہوا، مگر اس امر کا خیال رہے کہ تحقیقات کے طریقے مختلف تھے، تاآنکہ تحقیقات معاش اور تحقیقات وراثت کے لئے خاص محکمہ قائم ہو گئے۔

ابتدائی عہد — اگر ہم سلطنت آصفیہ کے ابتدائی زمانہ کے کاغذات پر نظر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ابتدا ہی سے تحقیقات کا طریقہ جاری تھا۔ اور اس کی مختلف صورتیں تھیں مثلاً:۔

(الف) ایک طریقہ تو یہ تھا کہ قدیم معاش دار درخواست پیش کرتے جس میں اپنی معاش کا ذکر کرتے اور قدیم اسناد کا حوالہ بھی بتاتے اس کی تحقیق کے بعد جدید سند جاری ہوتی۔ سند میں خود اس امر کی صراحت کر دی جاتی تھی کہ معطی لہ کی معاش بموجب اسناد پیشین یا بموجب اسناد قطب شاہی ہے یا مغلیہ عہد سے تعلق رکھتی ہے۔ موجودہ معاش داروں (اکثر و بیشتر دیسکھ اور دیسپانڈیہ) کے پاس اس

قسم کے اسناد موجود ہیں جن سے اس کی بخوبی توثیق ہو سکتی ہے۔

ب۔ دوسرا طریقہ تحقیقات معاش کا یہ تھا قدیم معاش دار ایک محضر (جن پر اُن کو اور اُن کے خاندان کے جاننے والوں کے اور بعض ذی وجاہت اصحاب کی مہر اور دستخط ثبت ہوتے تھے) پیش کرتے تھے' اس کی بناء پر بعد تحقیق جدید اسناد کی اجرائی ہوتی تھی [1]

ج۔ تیسرا طریقہ سرکاری دفتری کیفیت کا تھا جس کی توضیح حسب ذیل ہے:۔

دفتر دیوانی و مال کی تحقیقات

دفتر دیوانی اور مال سلطنت آصفیہ کے قدیم سرکاری دفتر ہیں' چوں کہ زمانہ سابق میں آج کل کی طرح کام کی نوعیت نہ تھی اس لئے ایک ہی دفتر سے سلطنت کے تمام کام لئے جاتے تھے' قدیم زمانہ کے جن دفاتر کا پتہ چلتا ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

دفتر دیوانی' دفتر مال' دفتر استیفاء' دفتر بخشی گری' دفتر دارالانشاء' دفتر صدرالصدور' دفتر قاضی۔

قاضی کا دفتر گویا عدالت کا دفتر تھا اور نہ صرف عدالت دیوانی یا فوجداری بلکہ رجسٹریشن اور دارالقضاء کا محکمہ بھی یہی ہوتا تھا۔ صدرالصدور کے دفتر سے مذہبی امور اور تعلیم کا تعلق تھا۔ دارالانشاء میں تبلیض کام ہوتا تھا۔ دفتر بخشی سے فوج کا تعلق تھا' دفتر استیفا گویا محاربہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ سلطنت کے جتنے کاروبار تھے وہ سب دفتر دیوانی و دفتر مال سے طے پاتے تھے' مالگزاری' بندوبست' حساب' تعمیرات' صرف خاص غرض ہر کام انھیں دفاتر سے متعلق تھا۔ منجملہ دیگر امور کے معاش کی تحقیق اور اسناد کی اجرائی بھی انھیں دفاتر سے ہوتی تھی۔

زمانہ سابق میں عام طور پر یہ طریقہ جاری تھا کہ جب کسی معاش دار (خواہ وہ جاگیردار

[1] کاغذات دفتر دیوانی

ہو یا انعام وائمہ مقطعہ دار ہو یا وطن دار) صاحب سند کا انتقال ہو جاتا تو اس کی معاش سرکار کی نگرانی میں لے لی جاتی یا ضبط ہو جاتی۔ اور اکثر و بیشتر سند یا احکام کے ذریعہ سے اضلاع کے تعلقدار یا عامل کو جس کے علاقہ میں زیر بحث معاش واقع ہوتی اس معاش پر نگرانی رکھنے یا اس کو ضبط کر لینے کا حکم دیا جاتا۔ اس کے بعد صاحب سند کے بڑے فرزند یا ورثاء کی جانب سے سرکار میں استدعا پیش ہوتی۔ اس استدعاء پر دفتر سرکار (دیوانی یا مال) سے کیفیت طلب کیجاتی اور بعد کیفیت دفتری سند کی اجرائی ہوتی اور معاش کے بحالی کا حکم صادر ہوتا۔

موجودہ معاش داروں کے پاس اس قسم کے اسناد موجود ہیں جس میں اس امر کا ذکر ہے کہ فلاں شخص نے بقضائے الٰہی انتقال کیا لہذا تاریخ انتقال معاش دار سے یا سنہ فصلی کی ابتدا یا وسط سے معاش ارثاً جاری کی گئی۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کسی خاص وجہ سے معاش ضبط کر لی جاتی مثلاً نذرانہ کا بروقت پیش نہ ہونا یا معاش دار کا سرکشی کرنا، یا ایک جائز وارث کے ہوتے ہوئے دھوکہ سے غیر شخص یا دور کے رشتہ دار کا قابض معاش ہو جانا وغیرہ ایسی صورت میں بھی درخواست پیش کی جاتی جس پر دفتری کیفیت پیش ہوتی پھر سند جاری ہوتی۔ اکثر ایسی سند میں بدستور سابق کے الفاظ درج کئے جاتے۔

اس تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے کہ زمانہ سابق میں تحقیقات معاش اور تحقیقات وراثت کا طریقہ جاری تھا اور یہ کام بھی دفتر دیوانی یا مال سے متعلق تھا[1]

جان سدرلین اور ایزک سدرلین	مندرجہ صدر تحقیقاتی امور کے علاوہ جو خاص مواد تحقیقات معاش کے ضمن میں دستیاب ہوتا ہے وہ چند خاص اصحاب اور ایک خاص کمیشن کی تحقیقات معاش سے متعلق ہے۔ سب سے پہلے

[1] دفتر دیوانی و مال کے مواد کو پیش نظر رکھکر اس کو مرتب کیا گیا ہے۔

جان سدرلین اور ایزک سدرلین کی تحقیقات ہے ۔

اس تحقیقات کی ابتداء ۱۲۳۱ فصلی (۱۲۳۶ ہجری) سے ہوئی اور یہ ۱۲۴۲ فصلی (۱۲۴۸ ہجری) تک جاری رہی ۔ اس کے علاوہ یہ لوگ معاش وعطا سے متعلق حقوق کا فیصلہ بھی کرتے تھے اور اسی ضمن میں انھوں نے قول پر دیہات بھی رعایا کو دئے ہیں اور جمع بندی وغیرہ بھی کی ہے اس لحاظ سے ان کی حیثیت بالکل ایک مالگزاری کے عہدہ دار کی سی تھی ۔ انھوں نے قدیم طریقۂ کار ہی قائم رکھا اور تحقیقات کے آزمودہ اصول ہی پر یہ کاربند رہے اور اپنی طرف سے کوئی جدت نہیں کی ۔ چنانچہ ان کے پاس بھی کارروائیاں فارسی ہی میں ہوتی تھیں البتہ یہ اپنے دستخط انگریزی میں کرتے تھے ۔

صوبہ برار، خجستہ بنیاد، صوبہ بیجاپور اور صوبہ حیدرآباد کے بعض اضلاع ان سے متعلق رہے ہیں ۔

ایلس وچپانمبر راؤ سدرلین کے بعد جس تحقیقاتی ماموریہ کا پتہ چلتا ہے وہ ایلس وچپانمبر راؤ کا کمیشن ہے جو تحقیقاتی انعامی کے لئے مقرر ہوا تھا ۔

اس کمیشن کا انعقاد ۱۲۶۶ ہجری (۱۸۵۰ عیسوی) میں ہوا ۔ سرکار عالی کی جانب چپانمبر راؤ اور سرکار کمپنی کی جانب سے ایلس بحیثیت کمشنر مقرر ہوئے ۔ ان کے ذمہ یہ کام تھا کہ پیشوا پونہ کے جاری کردہ اسناد کی تحقیق کریں اور معاش کے متعلق اپنا فیصلہ صادر کریں ۔ یہ کمیشن عہدنامہ ۱۲ ستمبر ۱۸۲۲ عیسوی دفعہ ۴ کے بموجب قائم ہوا تھا جس کی صراحت حسب ذیل ہے :-

”نواب نظام یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ وہ تمام انعام اور ورشاسن اور کل وہرم ارہٹہ وغیرہ ہر قسم کا جو اس جہتہ سے دیا جاتا ہوگا جو نظام پیشوا کو دیتے

تھے یا کسی جز و ضلع سے جو سابق پیشواؤ کے قبضہ میں تھا اور اب از روئے شرط چہارم عہدنامہ ہذا نواب نظام کو ملا ہے، جاری اور قائم رکھیں گے، بشرطیکہ وہ سب رقوم تا ماہ نومبر ۱۸۱۷ء عیسوی یعنی جنگ شروع ہونے تک قائم رہے ہوں اور موہوالیہ نے ان شرائط کا سرانجام کیا ہو جو اشتہار الفنسٹن صاحب مرقوم ۱۱ر فبروری ۱۸۱۸ء عیسوی میں درج ہے"[1]

الفنسٹن کے اعلان میں حسب ذیل صراحت تھی:۔

"تمام جائداد موروثی و ذاتی محفوظ رہیگی تمام دان و انعام یعنی اراضی موروثی و ورشاسن یعنی تنخواہ، سالیانہ اور تمام مقامات مذہبی و خیرات کی حفاظت ہوگی"[2]

اس کمیشن کے اجلاس اولاً احمد نگر میں ہوتے رہے اور اس کے بعد اورنگ آباد میں ہوئے انھوں نے جو فیصلے صادر کئے وہ تین جلدوں میں مرتب و مجلد موجود موجود ہیں۔ ان پر جو عنوان قائم کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"حسب الحکم سرکارین محکمہ مجلس کمشنران واقعہ احمد نگر من جانب سرکار عظمت مدار ایلیس صاحب بہادر کمشنر و چنا نبر راؤ منصبدار معتمد سرکار دولت مدار از روئے دریافت اسنادات سرکار پیشوا وغیرہ و داخلائے دفتر پونہ و اظہارات وغیرہ کو اغذ فتوی مقررہ نمودہ شد"

ان کمشنروں کا پہلا فیصلہ ۶ ر جمادی الاول ۱۲۶۶ھ ہجری (۱۲۵۹ء فصلی) مطابق ۱۸۵۰ء عیسوی میں صادر ہوا، احمد نگر سے متعلق جملہ فیصلے (۳۱۴) ہیں جو دو جلدوں پر مشتمل ہیں۔ اورنگ آباد سے متعلق فیصلوں کی تعداد (۱۶۵) ہے جو ایک جلد میں ہیں، احمد نگر کے متعلق آخری فیصلہ ۲۶ صفر ۱۲۶۷ھ ہجری ۱۲۶۰ فصلی مطابق سپٹمبر ۱۸۵۱ء عیسوی میں صادر ہوا۔

[1] و [2] کتاب عہدنامہ جات مطبوعہ

ان فیصلوں میں ہر قسم کی معاش زیر تحقیقات رہی ہے مثلاً جاگیرات، انعام، دیسمکھی، سالیانہ، معمول وغیرہ۔

یہ تمام فیصلے فارسی میں ہیں، دفتر دیوانی میں اصل فیصلے محفوظ ہیں، ان پر مہر اور دستخط ثبت ہے اور ان کے نقول بھی موجود ہیں[1]

کیپٹن ٹیلر وغیرہ مذکورہ معاہدہ کے سلسلہ میں سرحدات کے تصفیہ کے لئے سرکار عالی اور سرکار کمپنی کی جانب سے پھر ایک کمیشن ۱۲۷۲ھ ہجری (۱۸۵۳ء) میں مقرر ہوا۔

کیپٹن ٹیلر ڈپٹی کمشنر ضلع مغرب رویہ اور چنا نیر راؤ یہ دونوں اس کام پر مقرر ہوئے ربیع الاول ۱۲۷۲ھ ہجری میں یہ کام شروع اور رمضان ۱۲۷۲ھ ہجری میں ختم ہوا۔

ضلع نلدرک کے پرگنہ جات، الند، گنجوٹی، نلدرک وغیرہ کی نہ صرف سرحدات قائم کردی گئیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ضمناً اس ضلع کے جاگیرداران، انعامداران، مقطعہ داران وغیرہ کی معاش کا تعین بھی کر دیا گیا[2]

دفتر ملکی کی تحقیقات دفتر ملکی کا قیام نواب سراج الملک کے عہد میں ۱۲۵۹ھ ہجری میں ہوا اولاً تبیض کا کام اس دفتر سے متعلق تھا مگر نواب مختار الملک کے زمانہ میں اس دفتر کے اختیارات وسیع ہو گئے تھے۔

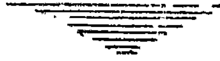
صاحب عالیشان یعنی رزیڈنٹ صاحب کے ساتھ مراسلت اسی دفتر سے ہوتی تھی اور پھر نواب مختار الملک کے ملاحظہ میں جو عرائض پیش ہوتے تھے اس کے متعلق دیگر دفاتر سے کارروائی بھی اسی دفتر سے ہوتی تھی بہ الفاظ دیگر دفتر ملکی مختار الملک کا خاص پیشی کا دفتر تھا۔

دفتر ملکی خود الغامی تحقیقات نہیں کرتا تھا بلکہ دیگر دفاتر متعلقہ مثلاً مالگزاری

---

[1] کتاب عہدنامہ جات مطبوعہ ۔ [2] کاغذات دفتر دیوانی ومال

سے معاش کے متعلق کیفیت وغیرہ پیش ہوتی تھی ۔ اس کے بعد مختار الملک بہادر
کے ملاحظہ میں خلاصۂ روئداد پیش ہوتا اور وہاں سے فیصلہ صادر ہوتا جب تک
علیحدہ سررشتہ تحقیقات قائم نہیں ہوا جس کی صراحت آگے آتی ہے اسی دفتر
سے اس قسم کے کام ہوتے رہے ہیں[1]



[1] اشتہارات دفتر ملکی ۔

نواب مختار الملک کی تنظیم جدید سررشتہ انعام وغیرہ

صفحات ماقبل میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ واضح ہوتا کہ عطایا سے
متعلق جو تحقیقات وغیرہ سابق میں ہوئی وہ یا تو بعض اضلاع سے متعلق تھی یا خاص
صورتوں میں بعض معاشوں سے متعلق تھی، بہ الفاظ دیگر یہ یا تو مقامی تھی یا مخصوص۔
اور نظم و نسق مملکت میں کوئی ایسا مستقل شعبہ یا سررشتہ قائم نہیں تھا جو اس طرح کی
باقاعدہ مسلسل انعامی تحقیقات ہر معاش کے متعلق وقتاً فوقتاً کرتا رہے۔ تصفیہ
وراثت، وحقوق دعویٰ داران وفصول نزاعات وتحقیقات انعامی کے لئے کسی مخصوص
محکمہ کی غیر موجودگی سے ظاہر ہے کہ ابتری پھیلے گی اور اس کا موقع ملے گا کہ ناجائز
طور پر متعدد وکیا صدہا اشخاص معاش دار بن جائیں اور موضع وقصبات پر جاگیردار اور
سمستان وغیرہ اپنے اثر سے غیر مجاز طور پر قابض ہو جائیں چنانچہ نہ صرف ایسے تصرفات
بلاحکم اور بلاسند کے ناجائز طور پر ہو گئے تھے بلکہ لوگ جعلی اسناد بنا کر بھی معاش دار
بن گئے یا بنائے تھے۔ اس طوائف الملوکی اور خرابی کے متعلق نواب مختار الملک
مرحوم نے رپورٹ نظم و نسق بابت ۱۸۵۵ء[1] عیسوی میں جو صراحت فرمائی ہے اس کا
ایک اقتباس ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:۔

"دوسری مشکل جس کا سامنا مجھ کو کرنا پڑا وہ دعوے تھے جو جعلی اسناد کی بنیاد

[1] اسناد جات دفتر ملکی

پر سرکار سے کئے جاتے تھے' یہ اسناد صرف قابضوں نے نہیں بنائے تھے بلکہ سابق کے دیوان عہدہ سے علیحدہ ہونے کے بعد بھی فوراً بلحاظ دوستی یا اغراض مالی ایسے اسناد عطا کرنے سے پس وپیش نہ کرتے تھے' جس پر گذشتہ زمانہ کی مہر ثبت کی جاتی' اور جس کی رو سے ایسے اسناد کے قابضوں کو سرکار پر ایسے دعوی کرنے کا موقع ملتا تھا جس کی درحقیقت کوئی بنیاد نہ تھی' اور ایسے دعووں سے سرکار کی مشکلات اور بڑھ جاتی تھیں"[1]

اسی بدنظمی کے انسداد کے لئے اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی ایک خاص کمیشن مقرر کیا جائے یا محکمہ قائم کیا جائے تاکہ تمام معاشوں کی باضابطہ تحقیقات ہو سکے جس سے یہ خرابی دور ہو جائے۔

اس غرض سے ۱۲۷۵ فصلی ۱۸۶۵ عیسوی میں نواب مختار الملک نے تحقیقات معاش کا آغاز فرمایا اور کامل دس سال تک محکمۂ مالگزاری میں یہ کام ہوتا رہا۔ کوئی خاص افسر اس غرض سے مقرر نہیں کیا گیا تھا بلکہ معتمد مالگزاری مولوی سید سعدالدین ہی اس کام کو انجام دیتے تھے[2]

مگر معتمد مالگزاری کو کوئی اختیار ضبطی و بحالی معاش کا حاصل نہیں تھا بلکہ سرکار یعنے مدار المہام سے اس کی منظوری حاصل کرنی ہوتی تھی۔ اس زمانہ کی اس تحقیقات کے متعلق کوئی صراحتی حکم دستیاب نہیں ہوا جس کے باعث اس کی تفصیلی وضاحت نہیں کی جا سکتی۔

محکمہ مہتمی دریافت انعامات

لفظ انعام بھی عربی ہے' جس کے معنی عطیہ یعنی دینے کے ہیں جیساکہ بیان کیا گیا ہے سابقہ زمانہ میں عام طور سے "عطیات" کا لفظ مروج نہیں تھا بلکہ انعام اور انعام دار ہی مستعمل ہوتا تھا'۔

نواب مختار الملک مرحوم نے جب دریافت وتحقیقات معاش کے لئے ایک خاص

[1] مثل دفتر دیوانی۔ [2] بستان آصفی و رپورٹ دہ سالہ نظم ونسق ۱۲۹۱ف صفحہ ۱۰۳۔

محکمہ قائم فرمایا تو اس کا نام بھی انعام کے لحاظ سے "دریافت انعامات" ہی مقرر فرمایا۔

صفحات ما قبل میں ہم نے اس امر کی صراحت کر دی ہے کہ ۱۲۷۵ھ فصلی سے تحقیقات اور دریافت کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا مگر اس کے لئے کوئی خاص محکمہ نہیں تھا بلکہ مالگزاری ہی میں یہ کام ہوتا تھا چوں کہ کام کی کثرت تھی کیوں کہ معاش کی تعداد زیادہ تھی اس لئے ایک خاص محکمہ کا قائم کرنا ناگریز ہوگیا تھا۔

چنانچہ ۱۲۸۵ھ فصلی میں "محکمہ دریافت انعامات" قائم ہوا اور چار لیس اس کے مہتمم مقرر ہوئے اور ایک دستور العمل بھی نافذ کیا گیا اس دستور العمل کی رُو سے بھی معاش کی اجرائی مدار المہام کی منظوری کی محتاج قرار دی گئی تھی چنانچہ دفعہ (۳۰) میں لکھا تھا کہ

"وقتیکہ دریافت انعام جاری شدہ بعد ثبوت فیصلہ یا بدفی الفور مہتمم انعام سند آن دستخطی مدار المہام کہ درآن تمامی الواب تفصیل مرقوم باشد بہ انعام دار حمت سازند علیٰ ہذالقیاس بہ یومیہ داران وسالیانہ داران وغیرہ"

صدر المہام مال اور مہتمم انعام کو جو اختیارات بحالی معاش کے دئے گئے تھے ان کی صراحت یہ ہے:۔

۳۷ھ :۔ مہتمم انعامات را اختیار است کہ ہر اراضی انعام وغیرہ کہ زیادہ از پنج بیگہ نباشد یا نقدی کہ زیادہ از بست وپنج روپیہ سالانہ نباشد بحال آں صرف تا حین حیات یا بندۂ حال ویا موقوفی بموجب شروط متذکرہ نمانید۔

۳۸ھ :۔ صدر المہام را اختیار است کہ اراضی انعام کہ زیادہ از بست وپنج بیگہ نباشد ویا نقدی کہ زیادہ از دو صد روپیہ سالیانہ نباشد بحالی آں نا دوپشت یعنی حین حیات یا بندہ وپسرش یا موقوفی بموجب شروط صدر نمانید۔

۳۹ھ: تختہ مرتبہ اراضی انعام یا عطیات نقدی مندرجہ ہر دو فقرہ صدر کہ اختیاری مہتمم و صدر المہام بوو ند بہ مدار المہام سرکار روانہ نخواہد شد لیکن ماہ بماہ فہرست اجرائی و موقوفی چنین انعامات عطیات برائے ملاحظہ مدار المہام ارسال خواہد شد[1]

بلدہ میں دفتر مہتممی قائم تھا اور اضلاع کے لئے ہر تعلقدار کو انعام کی دریافت کے لئے ایک خاص عملہ دیا گیا تعلقدار بعد تحقیقات اپنی رائے کے ساتھ تختہ ہائے بحالی و ضبطی معاش صدر تعلقدار (صوبہ وار) کی وساطت سے محکمہ مہتممی انعام کو ارسال کرتا تھا یہاں بعد تنقیح وغیرہ یہ توسط صدر المہام مال مدار المہام کی خدمت میں ان کو پیش کیا جاتا تھا اور ان پر منظوری صادر ہونے کے بعد یہ بشکل منتخبہ جاری ہوتے تھے۔

ابتداء میں تحقیقات کا یہ کام چھوٹی جاگیرات اور چھوٹی معاشوں کی حد تک محدود تھا اکابر جاگیردار اور امرائے عظام اس دریافت سے مستثنیٰ تھے[2]

اس زمانہ میں جاگیرداروں کی وفات پر وراثت وغیرہ میں کبھی ثالثی وغیرہ سے رائے لیکر خود مختار الملک براہ راست تصفیہ کر دیتے تھے اور نزاعات میں عدالت پر رجوع کرایا جاتا تھا۔ مگر عدالتوں میں جاگیر کے مقدمات کے فیصلہ کا نفاذ بڑی حد تک مدار المہام کے حکم کے تابع تھا[3]

کمیشن جاگیرداران متعلقہ راجہ شیوراج

اسی زمانہ میں ایک خاص کمیشن کا بھی پتہ چلتا ہے یہ کمیشن راجہ شیوراج کے زیر صدارت قائم ہوا تھا، ۱۲۹۹ھ ہجری سے ۱۳۰۶ھ ہجری تک بعض جاگیرداروں وغیرہ کے آپس کے جھگڑے اور نزاعات کا تصفیہ اس کمیشن میں ہوا ہے۔ لیکن اس کمیشن کے فیصلے بھی بغرض اطلاع و توثیق مدار المہام کے ملاحظہ میں پیش ہوتے تھے[4]

مجلس انعام

دفتر مہتممی انعام کے ضمن میں اس امر کا اظہار ہو چکا ہے کہ

تعلقدار یا صدر تعلقدار کو بحالی معاش کا کوئی اختیار نہیں تھا البتہ مہتمم اور صدر المہام کو خفیف اختیارات دئے گئے تھے۔ اس کے باعث مدار المہام کے پاس کام کی کثرت ہوگئی تھی اس نقص کو دور کرنے کے لئے ربیع الاول ۱۲۹۹ ہجری (۱۲۹۱ف) میں بجائے دفتر مہتممی کے ایک مجلس موسوم بہ "مجلس دریافت انعامات" قائم کی گئی اس کے تین رکن مقرر کئے گئے۔ رکن اول چارلس تھے جو خدمت مہتمم سے اس مجلس کے رکن اول ہو گئے اور مولوی زین العابدین و سید اسد اللہ رکن دوم اور سوم تھے۔ اس مجلس کو بحالی معاش کے جو اختیارات دئے گئے تھے اور اس کے متعلق جو حکم شائع ہوا تھا اس کا اقتباس حسب ذیل ہے:۔

"واضح خواہد شد کہ بنظر اینکہ در فیصلہ مقدمات انعام عجلت شود بجائے محکمۂ دریافت انعامات مجلس دریافت انعامات تجویز شدہ است و ہم در اقتدار صدر المہام افزایش شدہ است از غرہ ماہ ربیع الاول سنہ حال کارروائی مجلس شروع شود۔

مسٹر چارلس صاحب مہتمم حال رکن اول بودہ زیر اہتمام شان دفتر انعام خواہد بود۔ و سید زین الدین خان بہادر بمشاہرہ یک ہزار روپیہ حالی و سید اسد اللہ حال تعلقدار گلبرگہ بمشاہرہ ہشت صد روپیہ رکن دوم و سوم خواہند شد۔

ضمیمہ دستور العمل انعام

ہرگاہ بسرکار معلوم شدہ بود کہ کسانیکہ در عملہای سابقہ مجاز عطائے انعامات واراضی و نقدی بنودند خلاف اختیار خود مردمان را انعامات میداوند و بدین وجہہ اکثر مقطعہ جات اراضی انعام دسیریات و دیہات و مقطعہ جات و نقدیات یومیہ و سالانہ

و معمولات و رسوم وغیرہ بطور ناجائزہ بقبضۂ غیر مستحقین رفتہ است برائے تحقیق حق اینچنین
قابضان انعامات و برائے حفظ حق سرکار از ۱۲۷۵ فصلی کار دریافت انعامات جاری
کردہ شد بود و در محکمۂ تعلقداران و صدر تعلقداران و مجلس و محکمۂ مالگزاری و بعدہ
بہ محکمہ صدر المہام مالگزاری دریافت شدہ برائے حکم اخیر تنخیہائے انعامات پیش
مدار المہام سرکار عالی میرسید مگر بعد تجربہ چند سال معلوم شد کہ کار انعامات بسیار
است و تحقیق آن مشکل و صدر تعلقداران بسبب ہجوم کارہائے ذمگی عہدہ خود انصرام
این کار نمی توانند کرد و لہذا از ۱۲۸۵ فصلی یک سررشتہ جداگانہ بنام محکمۂ دریافت
انعامات قائم کردہ شد و بہ مہتمم دریافت انعامات و بصدر المہام مال تا حد معین اقتدار
بحالی و ہم ضبطی انعامات دادہ شد و ازین تدبیر مقدمات زائد بروئے فیصل شدند
و ہم تصفیہ مقدمات بغور و احتیاط و انصاف کردہ شد و برعایا حقوق انعامات شان
متحق و مستند گردید و ہم بسرکار اطمینان و فائدہ حاصل شد۔ گرچون کہ اقتدار
مہتمم دریافت انعامات درباب بحالی انعامات و ہمچنین اقتدار صدر المہام کمتر و
محدود بود و تصفیہ اکثر مقدمات بر تجویز صدر المہام و مدار المہام ملتوی ماند و ازین سبب
بدفتر صدر المہام و مدار المہام صدہا مقدمات انعام زیر تجویز باقی است و صدر المہام
و مدار المہام را از کارہائے ضروری وغیر معمولی فرصت فیصلہ آن نمی شود و ازین نہ
صرف اہل مقدمات را ترددو تکلیف میشود بلکہ نقصان سرکار ہم می شود و ہر چند اہل
مہتمم دریافت انعامات کار خود بہ محنت ولیاقت انجام میدہند مگر تاہم بوجہہ کثرت
مقدمات عجلتاً فیصلہ آنہا چنانکہ باید از یک مہتمم انعام نمی توانند شد و ازین سبب
است کہ زائد از دہ ہزار مقدمہ در محکمۂ مہتمم دریافت انعامات برائے تجویز باقی
است و سالہا باید تا فیصلہ این مقدمات شود و ناممکن متصور است کہ تا دہ سال
آئندہ ہم کار دریافت انعامات ختم گردد۔

لہذا بغرض ختم شدن این کاربزودی تمام بطوریکہ ضروری بہ سرکار و انعامداران نرسد و در حق ہر دو فریق ناانصافی نہ شود و بسرکار و انعامداران اطمینان حاصل گردد مناسب معلوم میشود کہ بجائے محکمہ مہتمم دریافت انعامات مجلس دریافت انعامات قائم و بجائے یک مہتمم دریافت انعامات ـــــ ارکان مجلس لایق و تجربہ کار و چند عملہ زائد بہ نسبت عملۂ حال مقرر شود و ارکان مذکور را مفرداً و مشترکاً اقتدار زائد داده شود و ہم بہ صدر المہام توسیع اقتدار کرده شود و نظر بر آن احکام مفصلۃ الذیل اجرا کرده میشوند ـ

اقتدار ارکان مجلس دریافت انعامات بدو حیثیت خواہد بود یکی بہ حیثیت انفراد و دیگری بہ حیثیت مشترکہ بہر رکن مجلس منفرداً اقتدار خواہد بود کہ مقدمات انعام کہ دران زمین انعام تا ده بیگہ تری باشد یا خشکی یا ہر دو بالاجتماع باشد و نقدی تا پنجاه روپیہ سالانہ (باستثنائے سیری در رسوم وطنداران و مقطعہ جات و جاگیرات) تا در ہر ایک مقدمہ کہ ہر دو قسم معاش مذکوره جمع باشد فیصلہ آن بہ بحالی بعمل آرند و ہر چہ زاید از اقتدار مذکور باشد در مجلس مشترکہ بہ تحریر رائے روانہ نمایند و برائے ضبطی بلا تعداد اراضی و نقدی اقتدار نخواہد بود ـ

بارکان بحیثیت مشترکہ و مجتمعۂ اقتدار خواہد بود کہ مقدمات انعام را کہ دران زمین انعام زائد از اقتدار منفرده تا صد بیگہ نقدی تا پنجصد روپیہ و ہمچنین سیری محاصلی دوصد روپیہ در رسوم بتعداد دوصد سالانہ باشد (باستثناء موضع مقطعہ جات و جاگیرات) باختیار خود باتفاق ارائے ہر سہ رکن یا بغلبۂ آراء دو رکن برائے بحالی فیصلہ نمایند و برائے تجویز ضبطی بلا تعین تعداد اراضی و نقدی و سیری و رسوم اقتدار خواہد بود ـ

کارروائی مجلس مشترکہ باین طور خواہد شد کہ ہر ایک رکن بر مقدمات قابل فیصلہ

مجلس مشترکہ رائے خود خواہد نوشت بعد ازاں کہ رائے ہر سہ ارکان بر این چنین مقدمات
تحریر یافت اگر ہر سہ یا دو رکن متفق نباشد تجویز مذکور نافذ خواہد بود اگر ہر سہ متفق نباشند
در آن صورت مقدمہ بمحکمہ صدر المہام مال فرستادہ شود۔

کارروائی دفتر مجلس از قبیل مجاریہ و موصولہ و انتظام دفتر متعلق و ذمہ رکن
اول خواہد ماند و بموجب رائے ارکان کہ در فیصلہ اقتداری آنہا روبکار وغیرہ اجرا
کردن خواہند بدستاویز تحریری ہر ایک رکن کہ در دفتر خواہد ماند اجرائی خواہد شد۔

بصدر المہام مالگزاری اقتدار خواہد بود کہ مقدمات انعام زمین و انقدی وسیری
ورسوم کہ زاید از اقتدار مجلس دریافت انعامات باشد و ہم مقدمات موضع مقطعہ
کہ محاصل آن تا یکہزار روپیہ و دیہہ جاگیر محاصلی تا دو صد روپیہ باشد بلا قید حیات
ولپشت یا برائے دوام بحال و برقرار دارند یا ضبط نمایند بشرطیکہ رائے ہر سہ
رکن مجلس یا دو رکن یا رائے صدر المہام مطابق باشد ورنہ مختصہ برائے حکم مدار المہام
فرستادہ شود۔

مقدمات دریافت جاگیرات و حصہ جاگیرات و دیہات اگر بارات و دیہات
مقطعہ بجز برائے ہر سہ رکن یا رائے صدر المہام برائے حکم مدار المہام سرکار عالی
بالا بالا از طرف مجلس فرستادہ خواہد شد۔

فیصلہ اقتداری مجلس و صدر المہام قابل مرافعہ نخواہد بود و دیگر مدار المہام سرکار عالی
بصیغہ نگرانی در صورت ضرورت تبدیل یا تنسیخ فیصلہ مذکور توانند کرد۔

اجرائی حکم ہذا از غرہ ماہ ربیع الاول ۱۲۹۹ سنہ ہجری خواہد شد جملہ مقدمات ملتویہ
محکمہ صدر المہامی بہ مجلس دریافت انعامات منتقل کردہ خواہد شد و مقدمات انعام
ملتویہ محکمہ مدار المہام باستثنائی مقدمات خاص مدار المہام بہ محکمہ صدر المہام منتقل
کردہ خواہد شد۔

فقرہ (۳۷ و ۳۸) دستور العمل انعامات مرتبہ ۱۲۸۵ء فصلی کہ دران تصریح اقتدارات است منسوخ تصور کردہ شود" فقط[1]

یہ مجلس دریافت انعام اولاً صدر المہام مالگزاری کے تحت تھی، پھر مجلس مالگزاری قائم ہوئی تو مجلس مقدم الذکر کا تعلق بھی اسی مجلس موخر الذکر سے ہو گیا اس کے بعد پھر مجلس مالگزاری شکست ہو کر معتمدی مالگزاری قائم ہوئی تو اب مجلس انعام بھی معتمد مالگزاری کے تحت ہو گئی[2]

کمشنری انعام

اعلیحضرت غفران مکان کے ابتدائی عہد میں اس امر کا پتہ چلا کہ "مجلس دریافت انعام" میں بہت سارے جعلی اسناد اور جھوٹے دعوے پیش ہوئے جن کے موافق فیصلے بھی ہو گئے۔ ان امور کے مدنظر مجلس دریافت انعام کو فوراً برخاست کر دیا گیا۔ (۱۲۹۵ء فصلی / ۱۳۰۳ ہجری) اور اس کے بجائے زیادہ منظم صورت میں اولاً مسٹر ڈنلاپ کے تحت ایک خاص کمیشن قائم ہوا تاکہ جعلی اسناد کے متعلق تحقیقات کر کے رپورٹ پیش کرے اس کے بعد کمشنری انعام کا دفتر قائم کیا گیا اور مجلس انعام کا دفتر اس میں ضم کر دیا گیا۔[3]

مسٹر ڈنلاپ کمشنر انعام مقرر ہوئے اور ان کو مدد دینے کے لئے سید سراج الحسن صاحب اور نائب مرلی دھر (راجہ فتح نواز ونت) ڈپٹی کمشنر بنائے گئے۔

۱۳۰۲ء فصلی مطابق ۱۳۱۰ء ہجری میں قانونچہ مبارک جاری کیا گیا جس کی

[1] جریدہ ۱۷ امر شہریور ۱۲۹۱ء فصلی مطابق ۳ ربیع الاول ۱۲۹۹ء ہجری جلد دوم صفحہ (۱۰۲) — [2] بستان آصفی۔
[3] جریدہ غیر معمولی آذر ۱۲۹۵ء فصلی۔

رُو سے مدارالمہام کے اختیارات محدود کئے گئے معین المہام سررشتہ جات اور اعلیٰحضرت کے اختیارات کا اظہار کیا گیا۔

اس کی رُو سے انعام کا صیغہ انسپکٹر جنرل مال کے تحت حسب سابق دیا گیا۔ اس قانونچہ کی رُو سے معین المہام مال کو جو اختیار دیا گیا وہ حسب ذیل تھا:۔

(۱) سررشتہ انعام کے قواعد وضوابط نافذہ کی پابندی کے ساتھ تنقیحات ابتدائی پر حکم صادر کرنا۔ (دفعہ ۵۹)

(۲) بپابندی قواعد وضوابط نافذہ ایسے معاش داروں کی وراثت کا صد روپے تک منظور کرنا جن کی معاش کی دریافت سررشتہ انعام سے ہو چکی ہو یا سررشتہ انعام سے مستثنیٰ ہو۔ (دفعہ ۶۰)

(۳) اوطان لاوارث کے درخواستوں کو بپابندی قواعد نافذہ صوبہ داروں کی تحریک پر منظور کرنا۔ (دفعہ ۶۱)

قانونچہ مبارک کی رُو سے نواب مدارالمہام کے اختیارات عطیات کے متعلق حسب ذیل قرار پائے تھے۔

(۱) نواب مدارالمہام سرکار عالی اور مجلس مال کا فرض ہے کہ جس طریقہ سے جاگیردار اپنی رعایا سے سلوک ہوتے ہیں اس کی پوری پوری نگرانی رکھیں اور ان جاگیرداروں کے ایسے افعال کے انسداد کے واسطے جو رعایا کے حق میں جابرانہ ہوں یا خلاف قوانین و قواعد نافذہ ہوں احکام ضروری و مناسب اپنے اپنے اقتدار کے موافق جاری کریں۔ (دفعہ ۲۹)

(۲) مشورہ مجلس وزراء اعلیٰحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی حاصل کرنے کے بغیر نواب مدارالمہام سرکار عالی کو اختیار نہ ہوگا کہ کسی غیر مستثنیٰ جاگیر کو مستثنیٰ کریں یا مستثنیٰ جاگیر کو غیر مستثنیٰ کریں۔ اس فقرہ میں لفظ مستثنیٰ سے وہ جاگیرات مراد

ہیں جو عمل دخل دیوانی سے عام طور پر مستثنیٰ ہیں۔ (ف ۵۰)

(۳) ان جاگیرداروں کے سوائے جو خاص اعلیٰحضرت کے حکم سے مستثنیٰ کئے گئے ہوں یا کئے جائیں دیگر جملہ مستثنیٰ وغیر مستثنیٰ جاگیرداروں کے نسبت نواب مدارالمہام سرکار عالی کو کامل اقتدار حاصل ہے کہ وہ بشراکت مجلس وزراء در صورت موجودگی وجوہ کافی ان کے اختیارات عدالتی یا کوتوالی یا دونوں مداماً یا مدت معینہ کے واسطے سلب کرلیں یا کل یا چند اختیارات مذکورہ بالا دواماً یا برائے چندے عطا کریں یا اختیارات عطا شدہ میں توسیع یا تخفیف کریں۔ (ف ۵۱)

(۴) کوئی جدید جاگیر یا معاش یا مقطعہ جو جاگیر کی حیثیت رکھتا ہو یا انعام یا وطن وغیرہ بلا صراحت منظوری اعلیٰحضرت عطا نہ کیا جائے۔ لیکن نواب مدارالمہام سرکار عالی مقتدر ہوں گے کہ معطی لہٗ متوفی کے ورثاء یا فرزندان متبنیٰ پر جاگیر یا معاش یا انعام وغیرہ بپابندی شرائط اصل اسناد بحال کریں اور بعدم موجودگی ورثائے جائز یا بہ دیگر وجوہ کافی نواب مدارالمہام سرکار عالی مقتدر ہیں کہ کسی جاگیر یا معاش یا مقطعہ یا انعام وغیرہ کو ضبط یا شریک خالصہ کریں۔[۱] (ف ۵۲)

اس طرح جاگیرات کی بحالی کا قطعی تصفیہ پیشگاہ خسروی سے ہونے لگا نزاعات وراثت کا تصفیہ عدالتوں کے بجائے جہاں تک ممکن ہو محکمۂ مالگزاری میں ہونے لگا اور مستثنیٰ جاگیرات کی تحقیقات انعامی بھی تحقیقات وراثت کے ضمن میں ہونے لگی۔[۲]

اسپیشل کمشنر کے قیام وغیرہ کے متعلق حسب ذیل دو سرکاری احکام قابل ملاحظہ ہیں۔ "چوں کہ برائے تحقیقات مقدمات انعام کہ تاحال فیصل شدہ اند و آں اشتباہ جعل یافتہ شدہ ڈنلاپ صاحب کمشنر خاص مقرر شدہ اند و بہ مددگاری ایشاں سید سراج الحسن و رائے مرلی دھر مامور شدہ اند۔ لہٰذا تا ختم این تحقیقات تحقیقات

---

[۱] جرائد غیر معمولی جلد دوم اسفندار ۱۳۰۲ فصلی تا شہریور ۱۳۰۳ فصلی۔ [۲] مثل مرافعہ عطیات باب حکومت۔

آئندہ مقدمات انعام کہ برائے آن مجلس انعام مقرر است ملتوی شدن مناسب است
لہذا مجلس انعام تا چندے تخفیف و برائے ارکان آن حسب ذیل تجویز کردہ می شود۔

. . . .

نقل روبکار بہر رکن مجلس انعام فرستادہ تحریر شود کہ نسبت کدامی یک از ارکان
موجودہ در تحقیقات ڈنلاپ صاحب الزامی یافتہ نشدہ و تخفیف عارضی مجلس انعام
صرف بغرض تکمیل تحقیقات مقدمات فیصلہ شدہ تجویز شدہ است و مدارالمہام سرکار عالی
بکدامی نوع نسبت کدامی رکن اشتباہ نمی دارند و ازیں سبب نسبت ہر رکن خیال
تجویز نمودہ اند کہ در عزت و عہدہ و تنخواہ ایشان کمی نشود[۱]

مذکورۂ صدر اسپیشل کمشنری کے بعد اس محکمہ کو منتقل کرنے اور اس کے اختیارات
وغیرہ تعین کرنے کے متعلق جو حکم سرکار شائع ہوا وہ حسب ذیل ہے:۔

چون کہ مسٹر اے جے ڈنلاپ انسپکٹر جنرل مال کے کمال کوشش و سعی سے جعلسازوں
کی ایک ایسے گروہ کا پتا لگا جن کا پیشہ جاگیرات اور انعامات وغیرہ کے متعلق اسناد
و فرامین و احکام جعلی بنانے کا تھا اور ان میں کے بیشتر لوگ گرفتار ہو کر باضابطہ
تحقیقات و دریافت انعام کے بعد سزایاب ہوئے اور حضرت بندگان عالی متعالی
مدظلہ العالی و گورنمنٹ آف انڈیا اور مدارالمہام سرکار عالی کے طرف سے مسٹر ڈنلاپ
کے ان خدمات کے نسبت کمال خوشنودی کا اظہار کیا گیا لہذا یہ مشورہ مسٹر موصوف
دریافت انعامات میں جعلی اسناد کے باعث سرکار کو جو نقصان ہوا ہے اس کی
تلافی کی غرض سے سرکار عالی کے حسب ذیل احکام جاری کئے جاتے ہیں ۔

(۲) ۔ جعلی اسناد کی دریافت کیلئے مسٹر اے جی ڈنلاپ انسپکٹر جنرل مال
علاوہ اپنے دیگر خدمات کے اسپیشل کمشنر انعام مقرر کئے گئے اور سید سراج الحسن
اور روائے مرلی و نصر اسپیشل ڈپٹی کمشنر انعام مقرر ہو شدہ ۔ یہ عہدہ دار یہ ماتحتی و زیر حکم

[۱] جریدہ معمولی ۲۵ آذر ۱۲۹۵ فصلی جلد اول صفحہ (۵۰)

مسٹر ڈنلاپ کام کریں گے۔

دفعہ ۳ - اس دریافت کا منشاء ایسے مقدمات کا برآمد کرنا ہے جن میں جاگیرداران وانعامداران اور رسوم داران وغیرہ نے جھوٹے دعوے اور جعلی اسناد مجلس انعام میں پیش کر کے براہ فریب و دغابازی جائدادہائے نقدی یا اراضی جس کے وہ کسی طرح مستحق نہ تھے حاصل کر لیں یا حاصل کرنے کا اقدام کیا ہے اور اصل غرض سرکار کی یہ ہے کہ اس طور سے جو جائدادیں ان جھوٹے مقدمات کی بناء پر غلطی سے دیدئے گئے ہیں وہ واپس کرائے جائیں چوں کہ ایسے فریب کے مقدمات کثیر المقدار اور کثیر التعداد ہیں اس واسطے سرکار نہیں چاہتی کہ ہر ایک شخص پر جس نے جھوٹا دعوی پیش کیا ہے الزام قائم کیا جائے پس اسپیشل کمشنر کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنے امتیاز سے ایسے شخصوں کو معاف کر دیں جو خود اپنی مرضی و رغبت سے حاضر ہو کر مجلس انعام میں جعلی اسناد پیش کرنے کا اقبال کریں۔

دفعہ ۴ - اکثر صورتیں ایسی بھی ہیں کہ بعض ناواقف اشخاص نے باوجودیکہ انھیں بربناء حق مقابضت اپنے انعامات کا استحقاق حاصل تھا جعلی اسناد کئے ہیں ایسے مقدمات میں ضرور ہے کہ اسپیشل کمشنر حق مقابضت کے حسب شرائط مندرجہ قواعد دریافت انعامات بخوبی دریافت کریں اور اگر اطمینان ہو جائے کہ واقعی دعوی ہر طرح ٹھیک ہے تو ایسے قابضان انعام کا قبضہ بحال رکھا جائے اور سوائے کسی خاص سبب[1] کے مجلس انعام کے فیصلہ سابق میں تنسیخ یا ترمیم نہ کی جائے۔

دفعہ ۵ - ان مقدمات کی کارروائی کرنے میں ضرور ہے کہ عہدہ داران مذکور ایسے فریب میں جو دیدہ و دانستہ ملازمان سرکار مثل پرگنہ وطندار وغیرہ کے طرف سے وقوع میں آیا ہو اور اس غلطی میں جو لاعلمی (اور کم فہمی) سے دریافت

---

[1] خاص سبب کی ایک شکل یہ ہے کہ مثلاً صریحی طور پر مجلس کا فیصلہ خلاف شرائط مندرجہ قواعد دریافت انعام ہوا ہو۔

انعام سے جو دراصل سرکار کا منشاء ہے اس کے غلط فہمی کے باعث وقوع میں آئی ہو امتیاز کریں ۔

ف ۶ ۔ اسپیشل کمشنر کو یہ اختیار ہوگا کہ مخبروں کو بدین شرط کہ ان کی وجہ سے بازیافت جائداد میں آسانی ہوئی معافی دیں ۔

ف ۷ ۔ اسپیشل کمشنر کو جائداد بازیافت شدہ کی قیمت پر فی صدی (عـہ) تک انعامات نقدی دینے کا بھی اختیار ہوگا ۔

ف ۸ ۔ اس تحقیقات کی کارروائی کرنے میں اسپیشل کمشنر کو حسب ذیل اختیارات دئے جاتے ہیں ۔

(الف) دفتر انعام جو بالفعل نواب [1] یار جنگ کے مکان واقع سیف آباد میں ہے اُسے اپنی تحویل میں لیں ۔

(ب) اضلاع یا بلدہ کے ہر دفتر مال سے کوئی ایسے کاغذات جس میں مقدمات انعام کا تعلق ہو طلب کریں ۔

(ج) تصدیق اسناد کے لئے جس کاغذ کی ضرورت ہو اس کے پیش کرنے کیلئے دفترداران یا صدرمحاسب کو لکھیں ۔

(د) اس دریافت خاص میں جن اشخاص کے اظہار یا شہادت کی ضرورت ہو انھیں بذریعہ تعلقداران اضلاع یا کوتوالی بلدہ طلب کریں ۔

(س) جن اشخاص کے نسبت فریب دہی کی شہادت گذرے اور جن کو حسب تشریح مندرجہ بالا خاص طور پر معافی بھی نہ دی گئی ہو ان پر مقدمات فوجداری قائم کریں ۔

ف ۹ ۔ اس دریافت کی کارروائی اسپیشل کمشنر خاص بلدہ یا اضلاع میں جہاں کہیں مناسب تر ہو کریں گے ۔

[1] اس مکان میں آج کل ٹریننگ کالج ہے ۔

دفعہ ۱۰۔ ان مقدمات کی دریافت میں اسپیشل کمشنر کو امور مندرجہ ذیل میں ہر طرح اول تعلقدار کے عدالت کے کامل اختیارات حاصل ہوں گے۔

(الف)۔ گواہوں اور فریقین مقدمہ کا طلب کرنا۔

(ب)۔ اظہارات قلمبند کرنا۔

(ج)۔ اشخاص مشتبہ کو تا اختتام دریافت ابتدائی گرفتار کرنا اور زیر حوالات رکھنا۔

دفعہ ۱۱۔ جب کسی مقدمہ میں جعلسازی ثابت ہو جائے اس میں اسپیشل کمشنر کو اختیار ہوگا کہ مجلس انعام کے فیصلہ کی گو اس میں سرکار کی منظوری بھی ہو چکی ہو تردید کر کے جو جائداد کہ اس طرح پر غلطی سے انعام میں دیدی گئی ہو اُسے واپس لیں اور اگر ایسے مقدمات میں جن کا اب تک آخری فیصلہ نہ ہوا ہو اسپیشل کمشنر کو دعوے کے جھوٹا ہونے کا اطمینان ہو جائے تو اسی طرح اُنھیں ایسے مقدمات بھی منجانب سرکار جائداد کے بازیافت کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور نیز اسپیشل کمشنر کو ایسے مقدمات میں بصورت موجودگی وجوہ کافی تا فیصلہ آخری انعامات کے ضبط کرنے کا بھی اختیار ہوگا اسپیشل کمشنر کے جملہ احکام متعلق بہ بازیافت یا ضبطی جائداد براہ راست اس ضلع کے اول تعلقدار کے نام جاری ہوں گے جہاں جائداد مذکور واقع ہو اور ایسے احکام اگر بہ نقد عطیات ہوں تو اس مقام کو جاری کیئے جائیں گے جہاں سے رقم دی جاتی ہو اور تعلقدار کا یہ فرض ہوگا کہ ایسے احکام پہونچنے پر فوراً اس کی تعمیل کریں۔

دفعہ ۱۲۔ اسپیشل کمشنر کے فیصلہ کا مرافعہ مدارالمہام سرکار عالی کے پاس صیغہ مال میں ہوگا۔

دفعہ ۱۳۔ تاریخ فیصلہ سے تین مہینے کی مدت گذر جانے کے بعد اسپیشل کمشنر

کے کسی حکم کا مرافعہ مسموع نہ ہوگا مگر وہ مدت جو نقول فیصلہ دیگر کاغذات متعلقہ کے حاصل کرنے میں صرف ہو اس میعاد میں محسوب نہ ہوگی۔"

دفعہ ۱۴ - اسپیشل کمشنر اپنی کارگذاری کے ماہانہ نقشے بموجب نمونہ مجوزہ بغرض اطلاع سرکار معتمد مالگزاری کے پاس روانہ کرتے رہیں گے۔

دفعہ ۱۵ - اسپیشل کمشنر کو اس دریافت کی کارروائی کے لئے کسی قدر محکمۂ انعام سے اور کسی قدر تخفیف یافتوں ہی سے مناسب عملہ دیا جائے گا۔

دفعہ ۱۶ - فقرات مندرجہ بالا کے رو سے جو اقتدارات عطا کئے گئے ہیں اُن تمام یا اون میں کے کسی ایک اقتدار کو بمنظوری اسپیشل کمشنر ڈپٹی کمشنر بھی (جو تجربہ کار اور ذی وقعت عہدہ دار ہیں) استعمال کرنے کے مجاز ہوں گے۔

سرکار کی یہ خواہش ہے کہ یہ عہدہ دار عموماً ہر ایک مقدمہ کی اچھی طرح تفصیلی تحقیقات کیا کریں تاکہ غیر ضروری طور پر اسپیشل کمشنر کا وقت اُن کے دیگر ضروری کاموں کے عیوض اُن میں ضائع نہ ہو لیکن بلا منظوری اسپیشل کمشنر ان عہدہ داروں کے کسی فیصلہ کی تعمیل نہ ہوگی۔"[1]

کمشنری انعام کی مزید وسعت۔

ہم یہ بتا چکے ہیں کہ مہتمی انعام وغیرہ کے زمانہ میں صرف چھوٹی چھوٹی معاشوں کی تحقیقات ہوتی تھی بڑی بڑے جاگیردار اور معاش دار اس تحقیقات سے مستثنیٰ تھے اس کے علاوہ وراثت وغیرہ کے مقدمات و نزاعات میں عدالت سے تصفیہ ہوتا تھا۔ جب کمشنری انعام کا دفتر قائم ہوگیا تو وراثت وغیرہ کے تصفیہ اور بڑی بڑی معاشوں اور جاگیروں کی تحقیقات ہونے لگی تو اس سے کام میں بیحد اضافہ ہوگیا اس لئے اس امر کی ضرورت سمجھی گئی ہے کہ کمشنری انعام کو وسعت دی جائے تاکہ کام جلد ختم ہو جائے۔ اس کے مدنظر[2] ۱۲۹۶ف فصلی میں بلدہ کے کمشنر انعام کے سوا

[1] جریدہ معمولی ماہ بہمن ۱۲۹۵ف جلد اول صفحہ ۱۸۱ - [2] لسان آصفی

چاروں صوبوں میں چار ڈپٹی کمشنریاں قائم کی گئیں ۔
کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کو معقول اختیارات دئے گئے کمشنر انعام صدر المہام کے اختیارات استعمال کرتے تھے ڈپٹی کمشنر اپنے اقتداری معاش کے فیصلہ خود کر دیتے تھے لیکن غیر اقتداری مقدمات میں بعد منظوری ارباب صدر ڈپٹی کمشنری ہی سے احکام جاری ہوتے تھے

انعامی تحقیقات کا کام جب تقریباً ختم ہوگیا تو بتدریج ڈپٹی کمشنریوں کے دفاتر برخاست ہونے لگے، چنانچہ اولاً ۱۳۰۵ء فصلی میں صوبہ اورنگ آباد اور صوبہ ورنگل کے دفاتر برخاست ہوئے ۱۳۰۷ء فصلی میں صوبہ گلبرگہ کی ڈپٹی کمشنری برخاست ہوئی اور ۱۳۱۲ء فصلی میں صوبہ بیدر کی ڈپٹی کمشنری اور بلدہ کی کمشنری کا دفتر تخفیف ہوگیا[۱]

اُس وقت جو کام رہ گیا تھا اس کی تکمیل کیلئے اول تعلقداروں کو ڈپٹی کمشنری کے اور صوبہ داروں کو کمشنری کے اختیارات دئے گئے، منتخبہ جات کی اجرائی معتمدی مالگزاری سے عمل میں آنے لگی، علاوہ ازیں تحت کے فیصلوں کی تنقیح وغیرہ بھی ہوتی تھی ۔

اسی سنہ یعنی ۱۳۱۲ف سے جاگیرداروں کی وراثت کی تحقیقات جو پہلے براہ راست معتمدی مالگزاری میں ہوتی تھی اب وہ بتوسط معتمدی فینانس ہونے لگی ۔ نقدی معاش معمولات وغیرہ کا تعلق معتمدی مالگزاری سے منقطع ہوکر صوبہ داری اور صدر محاسبی اور فینانس سے ہوگیا ۔

۱۳۱۲ء فصلی میں دستور العمل اقتدارات بصیغہ انعام و منظوری وراثت میں ترمیم ہوئی اور گشتی نشان (۳) آذر ۱۳۱۲ء فصلی کی رو سے اس کا نفاذ ہوا۔ اس میں عام اقتدارات میں ترمیم ہوئی چنانچہ جو امور محتاج منظوری

[۱] بستان آصفی

اعلیحضرت تھے وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱ الف) بحالی عطا۔

(۱) جاگیرات و سمستان سے متعلق خواہ کسی قدر خفیف محاصل ہی کا کیوں نہ ہو۔

(۲) مقطعہ جات جن کی آمدنی بعد منہائی حصہ سرکار سالانہ دس ہزار روپیہ سے زائد ہو۔

(۳) نقدی جو زائد از سالانہ پانچ سو روپیہ فی مقدمہ ہو۔

(ب) وراثت و تبنیت۔

کل سمستانوں کی وراثت و تبنیت کی منظوری اور ایسی جاگیرداروں کی وراثت یا تبنیت کی منظوری جن کا سالانہ محاصل ایک ہزار سے زیادہ ہو۔

مدارالمہام کی اقتداری معاشین حسب ذیل قرار پائیں:-

(۲ الف) اراضی انعام محاصلی زائد از دو ہزار روپیہ سالانہ کا بلا کسی حصہ و تعین حدود کے اپنے اقتدار سے بحال یا ضبط یا شریک خالصہ کرنا۔

(ب) مقطعہ جات وغیرہ محاصلی تا دس ہزار سالانہ فی مقدمہ بعد وضع حق سرکار۔

(ج) نقدی سالانہ تا پنج صد روپیہ فی مقدمہ۔

معین المہام (صدرالمہام) مالگزاری کو جو اقتدار دیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ فی مقدمہ دریافت ابتدائی انعام میں اراضی متدعویہ کا محاصل سالانہ دو ہزار اور نقدی دو سو سے زائد نہ ہو۔

اس کے علاوہ جاگیرات و سمستانات اور مقطعہ جات کے متعلق تنقیحات متعلقہ پر رائے کا درج کرنا ضروری تھا۔

اگرچہ ۱۳۱۲ فصلی میں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کے دفاتر برخاست کر دئے گئے تھے مگر اس کے باوجود ان کے اقتدارات کی بھی صراحت ہوئی ہے۔ کمشنر کا اقتدار یہ تھا کہ بہ اتفاق رائے ڈپٹی کمشنر انعام اراضی انعام کے متعلق فیصلہ انعامی صادر کریں خواہ اس کا محاصل کتنا ہی کیوں نہ ہو لیکن جس صورت میں کہ رائے ڈپٹی کمشنر ی اختلاف ہو تو ان کا اقتدار اراضی خشکی کے مقدمہ میں دو سو بیگہ تک اور تری میں بیس بیگہ تک محدود ہوگا۔

اور نقدی معاش یکصد سالانہ سے زیادہ نہ ہو۔ اس کے علاوہ جاگیرات سمستان اور مقطعہ جات کے متعلق اپنی رائے کا اظہار بھی ضروری تھا۔

صوبہ دار کو یہ اقتدار دیا گیا تھا کہ اراضی انعام سالانہ پانچ سو محاصل ہو اور نقدی معاش ایک سو سے زیادہ نہ ہو۔

گویا کمشنر اور صوبہ دار کے اقتدار مساوی تھے ڈپٹی کمشنر اور اول تعلقدار کو حسب ذیل اقتدار دئے گئے۔

(۱ الف) اراضی خشکی — پچاس بیگہ تک

اراضی تری — تین بیگہ تک

مشترکہ حیثیت میں سالانہ ایک سو محاصل تک

(ب) بحالی دو پشت کے لئے

اراضی خشکی — ۷۵ بیگہ

اراضی تری — پانچ بیگہ

مشترکہ حیثیت میں سالانہ دو سو محاصل تک

(ج) بحالی تاحیات

اراضی خشکی — ایک سو بیگہ

اراضی تری ۔۔۔۔ دس بیگہ

مشترکہ حیثیت ۔۔۔۔ ۱۲/۸ سالانہ محاصل

(د) ضبطی کے لئے بلا کسی حد و قید کے حکم آخر نافذ کریں گے۔[1]

---

[1] جریدہ معمولی ۱۲ ار دی سنہ ۱۳۱۲ فصلی جلد ۴۳ نمبر (۶) صفحہ (۶۸)

دستور العمل انعام و دیگر قواعد و ضوابط

جب عطیات سلطانی کی تحقیقات وغیرہ کا سلسلہ آغاز ہوا تو اس کے لئے اس امر کی ضرورت ہوئی کہ قانون اور قواعد نافذ کئے جائیں چنانچہ اس خصوص میں دستور العمل انعام بابت ۱۲۸۵ فصلی جاری کیا گیا اس کے بعد ۱۲۹۹ فصلی میں اس میں ترمیم اور اضافہ ہوا اس کے بعد مختلف گشتیان وقتاً فوقتاً جاری ہوئیں۔

چوں کہ سلطانی عطایا کا داخلہ عموماً اسناد وغیرہ ہی میں ہوتا تھا اس لئے جب تحقیقات کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے اسناد کی تحقیق اور ان کے اصلی اور جعلی ہونے کے متعلق اطمینان کر لینا ضروری تھا۔ ایسے دفاتر جن میں اسناد تھے وہ جاگیرداروں کے تفویض تھے۔

دفتر مال راجہ شیوراج سے متعلق تھا اور دفتر دیوانی راجہ رائے رایان کی تحویل میں تھا دفتر استیفاء ایک دفتر دار سری نواس راؤ کے پاس دفتر ملکی معتمدی سیاسیات میں اور دفتر پیشکاری مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر کے سپرد تھا۔

ان دفاتر میں کوئی تنظیم نہ تھی اس لئے یہاں کے انتظامات میں کوئی باقاعدگی نہ تھی۔ عمال دفتری جو چاہیں وہ کرتے تھے۔ تصدیق اسناد کے متعلق کوئی قاعدہ قانون نہ تھا۔ اس نقص و خامی کو دور کرنے کے لئے ارکان کمشنری انعام کا ایک

کمیشن مقرر ہوا جس میں مسٹر ڈنلاپ اقبال یار جنگ بہادر اور رفعت یار جنگ ممبر تھے۔ اس کمیشن نے ایک رزولیوشن نشان (۳۰) بابت ۱۳۰۳ فصلی جاری کیا جو اُس وقت کی معلومات کے لحاظ سے مکمل سمجھا جاتا تھا۔

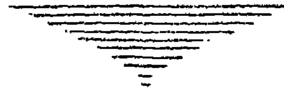
جب معاش داروں کی وراثت وغیرہ کا تعلق سررشتہ فینانس سے ہوا تو مسٹر واکر نے یہ محسوس کیا کہ اگر اسنادی دفاتر کو براہ راست سرکار کی تحویل میں لیلیے جائیں تو عطیات کے نظم ونسق کیلئے بہتر ہوگا اور رعایا اور راعی دونوں کے یہ مفاد میں ہوگا۔ چنانچہ اسی اصول کے مدنظر اولاً دفتر دیوانی ۱۳۱۳ فصلی اور پھر دفتر استیفاء ۱۳۱۴ فصلی معتمدی فینانس میں منتقل کرلیئے گئے۔ ۱۳۳۴ فصلی میں دفتر مال ضم ہوا اور ۱۳۳۸ف میں دفتر ملکی بھی سررشتہ سیاسات سے منتقل ہوکر دفتر دیوانی میں ضم ہوگیا۔

کاغذات اسنادی اور معاش کے اقسام وغیرہ کے متعلق عام طور سے لوگوں کو اور خاص طور سے خود معاش داروں کو چنداں معلومات حاصل نہ تھیں جب ضرورت سرکار نے وقتاً فوقتاً جو احکام وگشتیات وغیرہ عطیات سے متعلق جاری کی تھیں ان کا کوئی مجموعہ مرتب نہیں ہوا تھا اور اس کی سخت ضرورت محسوس ہونے لگی تھی۔ اسی بنا پر شمس العلماء نواب عزیز جنگ مرحوم نے اولاً ۱۳۰۰ فصلی میں "اعظم العطیات" کے نام سے ایک کتاب سرکار کی اجازت سے شائع کی اور پھر اس کے بعد عطیات سلطانی کے نام سے ایک دوسری کتاب ۱۳۱۷ فصلی میں شائع کی جن میں عطیات کے قواعد وضوابط کو مدون کیا گیا ہے۔

اس وقت کی معلومات اور اس وقت کے مجریہ سرکاری احکام اور گشتیات کے لحاظ سے یہ کتابیں اپنی جگہ پر مکمل اور جامع تھیں۔

۱۲۹۷ فصلی میں گشتی نشان (۴۰) جاری ہوئی اس کی رو سے جو معاش

بلاسند تھی وہ بھگوٹہ اور قبضہ کے لحاظ سے بحال ہونے لگی۔ مگر اس گشتی کے جاری ہونے کے بعد بعض مشکلات پیش آنے لگے اس لئے سنہ ۱۳۰۴ فصلی میں گشتی نشان (۶۴) جاری ہوئی جس سے گشتی اول کی کسی قدر ترمیم ہوتی ہے[1]
اس کے بعد سنہ ۱۳۱۲ فصلی کا دستور العمل انعام نافذ ہوا۔



[1] گشتی ۱۰۱ آصفیہ

عہد عثمانی میں سررشتہ عطیات

صفحات ماقبل میں اس امر کا اظہار ہو چکا ہے کہ سنہ ۱۳۱۲ فصلی میں کمشنری انعام کا دفتر برخاست کر دیا گیا تھا، اور انعام کا کام بالکلیہ عہدہ داران مالگزاری سے متعلق ہو چکا تھا۔

نظامت عطیات کا قیام

اعلحضرت سلطان العلوم جب سنہ ۱۳۲۰ فصلی مطابق سنہ ۱۳۲۹ ہجری میں سریر آرائے سلطنت ہوئے تو اس وقت عطیات و انعام کا کوئی علیحدہ سررشتہ قائم نہیں تھا، سنہ ۱۳۲۹ فصلی میں جب باب حکومت کا قیام عمل میں آیا تو جاگیرداروں اور معاش داروں کی وراثت اور تصفیہ حقوق و فضول نزاعات جو سابق میں بوساطت سررشتہ فینانس ہوتے تھے وہ اب مسدود ہو گئے اور ان امور کا تعلق بالکلیہ سررشتہ مالگزاری سے ہو گیا اس طرح عطیات کا کام معتمدی مالگزاری میں ہونے لگا لیکن نقدی عطا کا تعلق اس وقت بھی صدر محاسبی اور معتمدی فینانس ہی سے باقی رہا۔

جب عطیات کا کام معتمدی مالگزاری سے متعلق ہو گیا تو وہاں یوں بھی کام کی کثرت پہلے سے تھی اس لئے شریک معتمد مالگزاری کو اس کے انصرام کیلئے

کے لئے وقت نہیں ملتا تھا چنانچہ عطیات کے کام کی زیادتی اور پیچیدگی کی وجہ سے اس میں تاخیر و تعویق ہونے لگی۔ تحقیقات بہت طول کھینچنے لگی۔ مقدمات کا دوران بڑھ گیا برسوں معاش داروں کو پریشان حال اور سرگرداں پھرنا پڑتا تھا۔ ان خرابیوں کے انسداد کے لئے ارباب حل وعقد نے کوئی جدید طریقہ اختیار کرنا چاہا، بعض قواعد مرتب کئے گئے۔ جو صدر المہام مالگزاری اور صدر اعظم بہادر باب حکومت کے تنقیحی مراحل طے کر رہے تھے، چوں کہ معاش داروں کی پریشانی زیادہ ہو رہی تھی اس لئے حکیم السیاست خسرو دکن نے نظامت عطیات کا عہدہ قائم کرنا ضروری تصور فرمایا چنانچہ ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ ہجری کو حسب ذیل فرمان خسروی نافذ ہوا:۔

"میرے خیال میں جائنٹ سکرٹری مال ایک بے ضرورت عہدہ ہے جس کا حذف کرنا ضروریات سے ہے۔ لہذا جس وقت سعادت خان کی توسیع ختم ہو جائے تو اس وقت یہ عہدہ تخفیف کر کے صرف ایک معتمد مال (فصیح الدین) رہنا ہر طرح کافی ہے البتہ عطیات کے فیصلہ جات کے لئے جو ایک اہم چیز ہے کسی دوسرے شخص کا خاص کام کے لئے تقرر ہونا مناسب ہوگا۔ (جس سے صرف عطیات کا کام متعلق رہیگا) اور اس شخص کا لقب ناظم عطیات ہونا چاہئے اور اس خدمت کے لئے اول تعلقداران درجہ اول یعنی بارہ سو روپیہ کی یافت والے منتخب ہو سکتے ہیں۔ بہرحال قبل از قبل یعنے سعادت خاں صاحب جب ریٹائر ہونے سے دو ماہ قبل چند نام پیش کر کے میری منظوری حاصل کی جائے"۔[1]

اس فرمان مبارک کے چند روز بعد ایک دوسرا فرمان ۲۸ محرم ۱۳۳۹ھ ہجری (۱۳۲۹ف فصلی) کو شرف صدور لایا:۔

[1] مثل مرافعہ عطیات باب حکومت

"سعادت خان صاحب جائنٹ معتمد مال کی خدمت شکست ہونے سے متعلق حال میں میں نے فرمان صراحت کے ساتھ جاری کیا ہے لہٰذا اس کے سلسلہ میں لکھتا ہوں کہ جس وقت سعادت خان صاحب ریٹائر ہو جائیں (غالباً جس کی مدت قریب الختم ہے) نور رفعت یار جنگ بہادر صوبہ دار اورنگ آباد اسی ماہوار کے ساتھ جو کہ اب وہ پا رہے ہیں ناظم عطیات مقرر کئے جائیں جس کے فرائض معتمد مالگذاری سے جداگانہ ہوں اور ایک دوسرے کو آپس میں کسی قسم کا کوئی تعلق باقی نہ رہیگا"[1]

بموجب فرمان خسروی نظامت عطیات کا عہدہ قائم ہوا اور ۱۷ اسفندار مذ ۱۳۳۰ فصلی کو نواب رفعت یار جنگ صوبہ اورنگ آباد سنے جو رفعت جنگ اول (کمشنر انعام) کے فرزند اکبر تھے نظامت عطیات کا جائزہ حاصل کیا۔

چوں کہ عطیات کے جدید قواعد اور ضوابط کی ہنوز منظوری نہیں ہوئی تھی اس لئے ۴ صفر ۱۳۳۹ ہجری کو عرضداشت پیشگاہ خسروی میں گذرانی گئی اور اس کے ساتھ مسودۂ قواعد انفصال مقدمات پیش کیا گیا۔

اس کے متعلق بذریعہ فرمان مبارک مورخہ ۲۴ رمضان ۱۳۳۹ ہجری یہ حکم شرف صدور لایا:۔

"چوں کہ قواعد و اقتدارات عام ہوں گے لہٰذا مناسب ہے کہ وہ قانونی پیرایہ میں پیش ہو کر ان کی نسبت احکام مناسب صادر ہوں۔ پس مشیر قانونی کو حکم دیا جائے کہ وہ موجودہ مجوزہ اقتدارات و قواعد پر غور کر کے اپنی رائے کے مطابق ان کے مسودات قانونی پیرایہ میں مرتب کر کے باب حکومت میں پیش کریں اور باب حکومت مکرر غور کر کے ان کو اپنی رائے کے ساتھ میری منظوری کے واسطے پیش کرے، علی الخصوص حق کلائیت و حق انتظام کے قواعد قابل غور ہیں ان کی نسبت باب حکومت

[1] مثل مرافعہ عطیات باب حکومت

میں غور کر کیا جائے "

باتباع فرمان مبارک اس پر باب حکومت میں کامل غور و خوص ہوا اور یہ قواعد بذریعہ فرمان مبارک ۹ رمضان ۱۳۴۱ھ ہجری منظور ہوئے اور بہ شکل گشتی نشان (۳۴) ۱۳۳۱ فصلی میں نافذ کیے گئے۔ اس کے بعض ضروری فقرات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:-

ف ۱ - محکمۂ انعام حسب ذیل عہدہ داروں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) ناظم عطیات (۲) صوبہ دار سمت (۳) تعلقدار ضلع

ف ۲ - ناظم عطیات براہ راست صدر اعظم بہادر باب حکومت کی ماتحتی میں کام کریں گے۔

ف ۴ - تحقیقات انعامی و وراثت کی کارروائی سے جہاں تک ممکن ہو وہی ضابطہ متعلق ہوگا جو ابتدائی مقدمات کی تحقیقات کے لئے مجموعہ ضابطہ دیوانی سرکار عالی میں مقرر کیا گیا ہے۔

ف ۵ - ڈویژن افسر کے فیصلہ کی ناراضی سے مرافعہ تعلقدار ضلع کے پاس ہو سکیگا اور تعلقدار ضلع کے فیصلہ کی ناراضی سے مرافعہ صوبہ دار یا اس ضلع کے لئے کوئی صوبہ دار نہ ہونے کی صورت میں ناظم عطیات کے روبرو ہو سکیگا صوبہ دار سمت کے فیصلہ کی ناراضی سے خواہ وہ فیصلہ بصیغہ ابتدائی ہو خواہ بصیغہ مرافعہ ناظم عطیات کے روبرو مرافعہ ہو سکیگا۔

ف ۹ - جب ناظم عطیات نے کوئی ایسی تحقیقات کی ہو جو اُن اختیارات سے متجاوز ہو جو ضمیمہ (۲ الف) میں ناظم عطیات کے قرار دیے گئے ہیں، تو فریق ناراض کو فیصلہ کی تاریخ سے ایک مہینہ کے اندر کمیٹی متذکرہ صدر (جس کا ذکر فقرہ (۷) میں ہوا ہے (اور ہم نے اس کو مرافعہ عطیات کے بیان میں ذکر کیا ہے) کے

"ابتدائی کام ایک شخص کے سپرد رہے اور مرافعہ کا کام دوسرے شخص کے تفویض رہے پس ایسی صورت میں ابتدائی کام رحیم یار جنگ کے اور مرافعہ کا کام رفعت یار جنگ کے سپرد ہو"

۱۷ اردی بہشت ۱۳۳۳ فصلی کو نواب رفعت یار جنگ ناظم عطیات وظیفہ پر سبکدوش ہوئے اور نواب رحیم یار جنگ ہی ناظم عطیات مقرر ہوئے۔ زائد ناظم کا عہدہ شکست کر دیا گیا۔ مگر اس کے بعد جب راجہ جگ موہن لال صاحب ناظم عطیات کے فرائض انجام دے رہے تھے تو اس زمانے میں تھوڑی مدت کے لئے یعنی صفر ۱۳۴۸ ہجری ۱۳ فصلی سے ۱۳ فصلی تک نواب رسول یار جنگ زائد ناظم عطیات کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور راجہ صاحب کے وظیفہ پر علیحدہ ہونے اور رسول یار جنگ کے ناظم عطیات ہونے پر پھر زائد ناظم کا عہدہ تخفیف کر دیا گیا۔

عطیات کا تعلق

گشتی نشان (۴۴) ۱۳۳۱ فصلی کی رو سے ناظم عطیات کا تعلق معتمد اور صدر المہام مال سے نہیں تھا بلکہ براہ راست صدارت عظمیٰ سے تھا مگر اس کا عمل ہنوز نہیں ہوا تھا۔ اس لئے نواب رفعت یار جنگ بہادر اور نواب رحیم یار جنگ بہادر کی یہی خواہش تھی کہ بموجب گشتی مذکور عمل ہوئے۔

تنظیم دفتر عطیات کے متعلق جو تجاویز تھے ان پر یہ اتباع فرمان مبارک کامل غور و خوض کیا گیا اور اُن کے متعلق جمادی الثانی ۱۳۴۱ ہجری (۱۳۳۲ فصلی) میں عرضداشت بارگاہ خسروی میں گذرانی گئی اس عرضداشت میں سررشتہ عطیات اور معتمدی مالگزاری اور صدر المہامی مال کے باہمی تعلقات و اختیارات وغیرہ کے متعلق جو صراحت کی گئی تھی وہ حسب ذیل ہے :۔

"اراکین باب حکومت نے اس مسئلہ پر نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ مکرر غور

کیا اوران کی رائے حسب سابق وہی قائم ہوئی یعنی انفصال مقدمات کی حد تک
کام کا تعلق ناظم و زائد ناظم عطیات سے رہنا چاہیئے۔ باقی جو کچھ انتظامی کام ہے
اس کا تعلق بالکلیہ صیغہ مال سے حسب سابق اور حسب عملدرآمد رہنا چاہیئے۔ کیونکہ
نظامت عطیات کے قیام کا منشاء صرف اس قدر ہے کہ مقدمات عطیات کی تحقیقات
اوراُن کا انفصال عدالتی طریقہ پر بہ عجلت ممکنہ ہوا کرے ایسی صورت میں تعمیلی کام بھی
اس نظامت سے متعلق کر دینے کی صورت میں نہ صرف اصل منشاء قیام نظامت
فوت ہوجائے گا، بلکہ کام میں الجھاؤ پیدا ہوجائے نیز اہل مقدمات کو بجائے سہولت
دقتوں کا سامنا ہونے کا اندیشہ ہے۔

اس مسئلہ پر سابق میں کامل غور و خوض کرنے کے بعد عرضداشت معروضہ
۸ ذیحجہ سنہ ۱۳۴۱ ہجری گذرانی گئی تھی، اور اب ناظم صاحب اور زائد ناظم صاحب
عطیات کو گفت و شنید کا موقع دینے اور ان کی تحریری کیفیتوں پر غور کرنے
کے بعد بھی اراکین باب حکومت اپنی پچھلی رائے پر قائم ہیں کہ تعمیلی کام نظامت
عطیات سے متعلق نہ ہونا چاہیئے، بلکہ اس کا تعلق صیغہ مال سے ہی ہونا مناسب
ہے، اور چونکہ سررشتہ عطیات صرف عدالتی طریقہ پر بین الورثاء نزاعات کا تصفیہ
کرتا ہے مگر انعامی نقطہ نظر مقدمات پر نہیں ڈالی جاتی ہے لہذا عطیات کا قطعی تصفیہ
بالکلیہ عدالتی اصول پر ہونا چاہیئے، اور صدر المہام صاحب مال سے اس سررشتہ
کا تعلق رکھنا اس لئے مناسب ہوگا کہ فیاصل عطیات پر سرکاری نقطہ نظر سے
مقدمات کے انعامی پہلو کو بھی دیکھ لیا کریں۔

فدوی جان نثار بھی اس سے متفق ہے اس جملہ کارروائی کا نتیجہ حسب
ذیل ہوگا:۔

(۱) صیغہ عطیات کوئی علیحدہ محکمہ نہ ہوگا ہر دو ناظم صاحب آن محکمہ محکمہ مال

ہی میں باقتدار حاصلہ بموجب قواعد منظورہ اپنا اپنا مفوضہ کام کریں گے۔

(۲) صدرالمہام سررشتہ کا تعلق مقدمات عطیات سے قائم رہیگا کہ فیاصل عطیات پر سرکاری نقطہ نظر سے مقدمات کے انعامی پہلو کو بھی دیکھ لیا کریں۔

(۳) انتظامی کام بتوسط معتمد مال صدرالمہام صاحب مال کے پاس پیش ہوگا"

اس عرضداشت پر فرمان مبارک مؤرخہ ۱۹ رجب ۱۳۴۱ھ ہجری صادر ہوا اس کا اقتباس حسب ذیل ہے:-

"بابِ حکومت کی رائے سے اتفاق ہے۔

(۱) میرے حکم سابق کے مطابق چوں کہ قیام نظامت کا منشاء صرف اس قدر ہے کہ مقدمات عطیات کی تحقیقات اور ان کا انفصال عدالتی طریقہ پر بعجلت ممکنہ ہو لہٰذا فقط انفصال مقدمات کی حد تک کا تعلق ناظم اور زائد ناظم عطیات سے رہیگا اور باقی تمام انتظامی کام جو کچھ ہوں اُن کا تعلق حسب عملدرآمد سابق و حال بالکلیہ صیغہ مال سے رہے یعنی صیغہ عطیات صیغہ مال سے الگ کوئی جداگانہ محکمہ نہ ہوگا بلکہ اس کا جزو لاینفک متصور ہوگا ہر دو نظاء عطیات محکمۂ مال میں ہی باقتدار حاصلہ و بموجب قواعد منظورہ اپنا اپنا مفوضہ کام کرتے رہیں گے"۔

(۲) صدرالمہام کا تعلق مقدمات عطیات سے اس حد تک قائم رہیگا کہ سرکاری نقطہ نظر سے عطیات کے فیصلوں کے انعامی پہلو کو دیکھ لیا کریں۔

(۳) عطیات کے متعلق تمام انتظامی کام حسب حال بتوسط معتمد مال صدرالمہام مال کے پاس بغرض کارروائی ضابطہ پیش ہوتے رہیں"[1]

اس فرمان مبارک کے اتباع میں گشتی نشان (۱۹) مورخہ ۱۴ اردی بہشت ۱۳۳۲ف جاری کی گئی جس میں یہ تفصیل بھی درج تھی کہ کیا فرائض معتمدی مال سے اور کیا

[1] جریدہ ۲۲۵، تیر ۱۳۳۲ف جلد ۵۴ نمبر ۲۹ صفحہ ۲۸۰۔

نظامت عطیات سے ہوں گے۔

اسی کے لحاظ سے اب تک عمل ہو رہا ہے

معززاجلاس مرافعہ عطیات باب حکومت	صفحات ماقبل میں گشتی نشان (۳۴) بابت ۱۳۳۱ فصلی کا ذکر ہو چکا ہے اس گشتی کے دفعہ (۷) حسب ذیل ہے :۔

"ناظم عطیات کے اس فیصلہ کی ناراضی سے جو بصیغہ ابتدائی یا بصیغہ مرافعہ اولی صادر ہوا ہو مرافعہ دو ارکان باب حکومت کی ایک ایسی کمیٹی کے روبرو ہو سکے گا جن کا تقرر صدر اعظم بہادر کریں گے، اگر ارکان کمیٹی میں اختلاف ہو تو صدر اعظم بہادر مرافعہ کی سماعت کے لئے کسی تیسرے رکن کا تقرر کر سکیں گے اور جو فیصلہ بغلبۂ آراء صادر ہو وہ بمتابعت احکام دفعہ ۹ قابل پابندی ہوگا۔ ناظم عطیات بصیغہ مرافعہ ثانیہ جو تجویز صادر کریں وہ قطعی ہوگی"

اسی کے لحاظ سے معزز اجلاس مرافعہ عطیات باب حکومت کے ساتھ قائم ہوا اس کے لئے ایک مددگار معتمد اور خاص عملہ بھی منظور کیا گیا۔

ایک عرصہ تک صدر المہام مال اور نواب عقیل جنگ اس اجلاس میں شریک ہوتے رہے، اس طرح عبداللہ یوسف علی، راجہ فتح نواز ونت، نواب تلاوت جنگ، اور کرنل ٹرینچ نے اس کام کو انجام دیا۔

کرنل ٹرینچ کے بیرون ملک جانے کے سلسلہ میں ان کے بجائے مرزا یار جنگ میر مجلس اس کام کو انجام دیتے رہے اب کام کی کثرت کے مدنظر دو کمیٹیاں کام کرتی ہیں، ایک کمیٹی میں میر مجلس صاحب عدالت العالیہ اور صدر المہام مال اور دوسری کمیٹی میں صدر المہام تعمیرات اور مولوی عبدالباسط خان صاحب ہیں۔

مہتمم، کمشنر، ڈپٹی کمشنر، اور نظماء عدالت	اس موقع پر جن جن اصحاب نے عطیات

کام انجام دیا ہے اس کی مختصر صراحت بے محل نہ ہوگی۔

شمار	نام	عہدہ	مختصر حالات
۱	سید سعد الدین	معتمد مالگزاری	۱۲۷۵ف فصلی سے ۱۲۸۵ف فصلی تک عطیات کا کام چوں کہ معتمدی مالگزاری میں طے پایا تھا اس لئے معتمد مالگزاری اس کام کو ہی انجام دیتے تھے
۲	سید عبدالرزاق	"	سعد الدین کے فرزند مولوی سید عبدالرزاق آصف نواز الملک معتمد مالگزاری مقرر ہوئے تھے اور عطیات کا کام انجام دیتے تھے۔
۳	چارلس	مہتمم انعام و رکن اول مجلس انعام	چارلس اولاً مددگار مہتمم چوبینہ تھے اس کے بعد جب مہتمی انعام کا دفتر قائم ہوا تو یہ اس کے بعد جب مجلس انعام قائم ہوئی تو آپ رکن اول مقرر ہوئے۔
	سید زین العابدین	رکن دوم	ان اصحاب کے متعلق افسوس ہے کہ کوئی تفصیل معلومات نہ ہوسکے۔
	سید اسد اللہ	رکن سوم	
	سید بدرالدین	رکن	

نام	عہدہ	کیفیت
منصور علی	رکن	
حسن رضا	رکن	
اے جے ڈنلاپ	کمشنر انعام	مسٹر ڈنلاپ کمشنر انعام کے بعد رکن مجلس مالگزاری اور پھر معتمد مالگزاری کی حیثیت سے زمانہ دراز تک کام کرتے رہے ۱۳۲۳ فصلی میں ریٹائر ہوکر یورپ گئے۔
رفعت یار جنگ اول	کمشنر انعام	
اقبال یار جنگ	ڈپٹی کمشنر و کمشنر انعام	
سراج الحسن امیر یار جنگ	ڈپٹی کمشنر انعام	
رائے مرلی دہر	"	کمشنر بلدہ کے دفتر میں ڈپٹی کمشنری کی خدمت انجام دیتے رہے زمانۂ مابعد میں اول تعلقدار اور صوبہ داری کے بعد معتمدی مالگزاری اور پھر معتمدی صرف خاص کے بعد صدر المہام مالگزاری ہوئے اس خدمت پر انتقال ہوا۔
وشنو پنڈت	ڈپٹی کمشنر	
جارج منڈی	ڈپٹی کمشنر اورنگ آباد	زمانہ مابعد میں انسپکٹر جنرل اسٹامپ ورجسٹریشن مقرر ہوئے اسی خدمت سے وظیفہ ہوا۔

عنایت الرحمن صاحب	ڈپٹی کمشنر ورنگل	
دین شاجی	" بیدر	
ملا عبدالقیوم	" گلبرگہ	زمانہ مابعد میں اول تعلقدار ہوئے اور اسی خدمت سے وظیفہ ملا۔
پستن جی	" بیدر	
بشیر الدین احمد	" "	
غلام علی قریشی	" "	
سید غلام رسول	شریک معتمد مال	۱۳۱۲ فصلی میں جب کمشنر العام کا دفتر برخاست ہوگیا تو باقی کام مالگزاری میں ضم ہوگیا اور شریک معتمد مال اس کو انجام دیتے تھے۔ (۱۳۱۲ف تا ۱۳۱۳ف)
عبدالرحیم	"	مولوی غلام رسول کے بعد عبدالرحیم صاحب نے اس کو انجام دیا (۱۳ف تا ۱۹ف)
سعادت خان سعادت جنگ	"	مولوی عبدالرحیم کے بعد شریک معتمد ہوئے اور عطیات کا کام کرتے رہے۔ آپ کے وظیفہ پانے پر نظامت عطیات کا عہدہ قائم ہوا۔ (۱۳۱۹ف تا ۱۳۳۰ف)

		شریک معتمدی سے وظیفہ پائی کے بعد آپ انسپکٹر جنرل مال ہوئے۔
نواب رفعت یار جنگ ثانی	ناظم عطیات	آپ رفعت یار جنگ اول کے فرزند تھے صوبہ داری اورنگ آباد سے سنہ ۳۰ف میں نظامت عطیات پر تبدیل ہوئے اور اپنے وظیفہ پانے تک اس کو انجام دیتے رہے۔ (سنہ ۱۳۳۳ف)
نواب رحیم یار جنگ بہادر	زائد ناظم و ناظم عطیات	صوبہ واریوں کے تخفیف ہونے پر آپ اولاً زائد ناظم عطیات اور پھر ناظم عطیات مقرر ہوئے اسی خدمت سے وظیفہ حسن خدمت حاصل کیا۔ (سنہ ۱۳۳۶ف)
تقی یار جنگ	ناظم عطیات	نواب رحیم یار جنگ کے وظیفہ پانے پر تقی یار جنگ کا تقرر ہوا نظام آباد کی تعلقداری سے آپ یہاں منتقل ہوئے تھے اسی خدمت پر تھے کہ آپ کا انتقال ہوا۔ (سنہ ۱۳۳۷ف)
راجہ بہادر اجاگر موہن لعل	″	تقی یار جنگ کے انتقال پر آپ

		کا تقرر ہوا راجہ مرلی دھر فتح نواز ونت کے آپ خلف اکبر تھے اول تعلقداری سے آپ نے نظامت عطیات پر ترقی پائی تھی۔ (۱۳۲۷ فصلی) اسی خدمت سے وظیفہ حاصل کیا (۱۳ فصلی)۔
رسول یار جنگ	زائد ناظم و ناظم عطیات	جگ موہن لعل کے زمانہ میں ایک سال کے لیئے زائد ناظم مقرر ہوئے اور راجہ صاحب کے وظیفہ پانے پر ناظم عطیات مقرر ہوئے اسی خدمت سے وظیفہ حاصل کیا۔
رحمت یار جنگ	ناظم عطیات	رسول یار جنگ کے بعد ناظم عطیات مقرر ہوئے اور اس کے بعد کوتوالی پر منتقل ہوئے۔
پنڈت نارائن راؤ	"	شریک معتمدی سے ناظم عطیات ہوئے اور اس کے بعد صوبہ داری ورنگل پر تبادلہ عمل میں آیا۔
مولوی عبد الباسط خان صاحب	"	صوبہ داری ورنگل سے آپ نظامت عطیات پر متعین ہوئے (۱۳۴۵ فصلی)۔
مولوی آغا یاور علی صاحب	"	اس وقت کارگزار ہیں۔

عطیات کے دیگر سررشتے	اسی موقع پر عطیات کے دیگر سررشتہ جات کا ذکر

نامناسب نہیں ہے۔ کیوں کہ معاش کی تحقیقات کا کام قلمرو آصفی میں صرف نظامت عطیات ہی سے متعلق نہیں ہے بلکہ بعض دوسرے سررشتوں میں بھی اسی نوعیت کا کام انجام پاتا ہے ان سررشتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

عطیات نقدی سررشتہ فینانس کے تحت نقدی معاشوں کی تحقیقات ہوتی ہے اور منتخبہ جات اجراء ہوتے ہیں۔

۱۳۴۶ ف کے پہلے تک یہ انتظام تھا کہ صدر محاسبی میں ایک صیغہ مددگار صدر محاسب کے تحت اس کام پر متعین تھا اور مددگار متعلقہ بعد تحقیقات اپنی رائے کے ساتھ صدر محاسب کی خدمت میں کارروائی پیش کرتے تھے صدر محاسب کے حکم کے بعد منتخبہ جات کی اجرائی کے لئے کارروائی فینانس کو آتی اور یہاں تنقیحی مراحل طے ہوتے اور اس کے بعد بتوسط معتمد صاحب فینانس صدر المہام فینانس کے ملاحظہ میں یہ کارروائی پیش کی جاتی اور اس کے بعد منتخبہ اجراء ہوتا۔

اب جدید تنظیم کے ضمن میں ایک مددگار صدر محاسب کو بہت کچھ اختیارات دے گئے ہیں کہ مرافعہ کا اختیار صدر محاسب کو ہے اس کے بعد صدر المہام بہادر فینانس کی منظوری حاصل کرکے منتخبہ جات اجرا کرے۔ اس طرح کام میں تخفیف کر دی گئی ہے جس کے باعث دوران مقدمہ بہت کم ہو جائے گا اور معاش داروں کی پریشانی رفع ہو جائیگی۔

عطیات صرف خاص صرف خاص مبارک میں جو معاشین عطیات سلطانی سے متعلق ہیں ان کی تحقیقات اولاً ضلع اطراف بلدہ میں ہوتی تھی۔ اس کے بعد معتمدی صرف خاص مبارک میں تنقیحی مراتب طے ہوتے تھے اور پھر معزز کمیٹی صرف خاص مبارک کی منظوری کے بعد اعلیحضرت کی پیشگاہ میں یہ کارروائی پیش ہوتی ہے اور بعد صدور فرمان مبارک بحالی معاش کا منتخبہ جاری ہوتا ہے مگر اب معتمدی صرف خاص میں عطیات کا سررشتہ قائم ہوگیا ہے۔

جاگیرداروں کی تحقیقات قلمرو آصفی میں ایسی معاشیں بھی ہیں جو جاگیرداروں نے اپنی طرف سے عطا کی ہیں، ایسی معاشوں کی دریافت جاگیردار خود کرتے ہیں، مگر ان معاشوں میں اگر کوئی معاش عطیہ شاہی ہو تو اس کی دریافت اب بموجب گشتی نشان (۱۲) ۱۳۳۹ء الف اولاً خود جاگیردار کرتے ہیں۔ مگر معاش دار اس کا مرافعہ سرکار عالی کے سررشتۂ عطیات میں کر سکتے ہیں۔

اس خصوص میں اولاً گشتی نشان (۱۰۹۹) مورخہ ۶ اسفندار ۱۳۳۲ء فصلی جاری ہوئی جس کی رو سے جملہ معاش دار جن کی معاش عطیہ شاہی تھی ان کی تحقیقات سرکار عالی میں ہونے کا حکم ہوا تھا۔[۵۱]

اس کے بعد گشتی نشان (۱۲) ۱۳۳۹ء الف کی رو سے اس میں ترمیم کی گئی۔[۵۲]

صدارت عالیہ محکمۂ صدارت عالیہ میں بھی مذہبی معاشوں یعنی تولیت مسجد، امامت، موذنی، دیول وغیرہ کی دریافت ہوتی ہے اور قضات وافتا کی حد تک بعد تحقیقات سند تولیت دی جاتی ہے۔

خاتمہ صفحات گذشتہ میں سررشتۂ عطیات کا بیان تفصیل سے کیا گیا ہے، نواب مختار الملک کے زمانہ یعنی ۱۲۷۵ء فصلی سے معاشوں کی تحقیقات کا سلسلہ شروع ہوا ہے، ۱۲۸۵ء فصلی میں جدید طور پر تنظیم ہوئی اور قانون نافذ ہوا۔ اس طرح ستّر سال کے طویل زمانہ سے معاشوں کی تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے اس طویل عرصہ میں لاکھوں روپیہ کی معاش بعد تحقیقات بحال ہو چکی ہے۔ اور ایسی معاش بھی ہے جو بطور صحیح جاری نہ ہونے یا ورثاء اور معطی لہم کے جانشین کے نہ ہونے سے سرکار میں ضبط ہو کر خالصہ ہو گئی ہے۔

سلطنت آصفی کے مدبر اعظم نواب مختار الملک کی دوربین دوررس نظر نے تحقیقات معاش کو ضروری تصور کر کے عطیات کا محکمہ قائم نہ کیا ہوتا تو نہ معلوم قلمرو آصفی

---

[۵۱] جریدہ ۳ فروردی ۱۳۳۲ء فصلی صفحہ ۳۸۲۔
[۵۲] جریدہ معمولی۔

کے کتنے مواضع اور کتنی اراضی غاصبوں کے ناجائز قبضے میں ہوتے۔

ایک زمانہ تھا کہ جاگیر داروں کو اپنی جاگیروں میں ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے، عدالت، کوتوالی، آبکاری، کروڑگیری وغیرہ امور ان ہی کے ہاتھ میں تھے۔

نواب مختار الملک کے زمانہ میں اولاً کروڑگیری کے اختیارات جاگیر داروں سے لے لئے گئے اور اس کے معاوضہ میں انھیں مواضع وغیرہ دئے گئے۔

چون کہ امن عامّہ کے لئے جب تک پولس کا انتظام برابر نہ ہو رعایا پُرامن طریقہ سے زندگی بسر نہیں کر سکتی اس لئے کوتوالی کا انتظام بڑی حد تک سرکار نے اپنی نگرانی میں لے لیا اسی طرح عدالتوں پر سرکار کی نگرانی ہو گئی۔ اب آبکاری کو بھی سرکار اپنی نگرانی میں لے چکی ہے۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ جاگیر داروں اور معاش داروں سے سلطنت کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے سلطنت کا استحکام ہوتا ہے۔ یہ حکومت کے قوت بازو ہیں۔ اگر ان کی حالت اچھی رہے اور یہ فارغ البال ہوں تو یہ حکومت کے دست و دماغ بن سکتے ہیں۔ ان کی فلاح و بہبود عین سلطنت کی فلاح و بہبود ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ جائز حقداروں کا معاش سے مستفید ہونا اور ان کے حق رسانی کی ذمہ داری بھی سرکار ہی ہے۔ اس طرح سررشتہ عطیات کا قیام سلطنت کا گویا جز لاینفک ہے۔

عدالتی اصول پر اس سررشتہ کے کاروبار کا انجام دینا اور ایک منظم صورت میں اس دفتر کا آجانا دورِ عثمانی کا ایک درخشاں کارنامہ ہے جو تاریخ دکن میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ فقط

ہاشمی

نصیرالدین صاحب ہاشمی کی دوسری کتابیں حسب ذیل ہیں

شمار	نام کتاب	قیمت
۱	یورپ میں دکھنی مخطوطات	للعہ
۲	دکن میں اردو (تیسری اشاعت)	سے/۸
۳	مدراس میں اردو	عسہ/۸
۴	مقالات ہاشمی حصہ اول	سے
۵	خواتین دکن کی اردو خدمات	عال
۶	خواتین عہد عثمانی	عسہ/۴
۷	حضرت امجد کی شاعری	عسہ
۸	ذکر نبی صلعم	۱۲/
۹	خیابان نسواں	۱۲/
۱۰	رہبر سفر یورپ	۸/
۱۱	مکتوب امجد	۸/
۱۲	دفتر دیوانی کے اردو مخطوطات	۴/
۱۳	سلاطین دکن کی ہندوستانی شاعری	۴/
۱۴	نجم الثاقب	۲/
۱۵	فلمنما	۶/

ادارہ ادبیات اردو خیریت آباد اور عابد روڈ کے کتب فروشوں سے یہ کتابیں مل سکتی ہیں

DUE DATE